بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پانی کا بحران اور اس کا حل

ایک اہم عذابِ الٰہی کے اسباب و علاج

بارش کی کمی	لوڈ شیڈنگ
پانی کی کمی	پانی کا ضیاع
فصل کی کمی	گناہوں کا عموم

مرتب: مفتی محمد رضوان

دارالاشاعت: ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی فون نمبر 5507530

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پانی عظیم نعمت

زمین پر زندگی کا وجود برقرار رکھنے کے لئے ہر جاندار چیز کے لئے پانی ایک ناگزیر ضرورت ہے، پانی اللہ تعالیٰ کی ایسی قیمتی نعمت اور عطیۂ الٰہی ہے کہ اگر انسان اس کے ایک گھونٹ کا سخت ضرورت مند ہو اور وہ اس کو حاصل نہ ہو رہا ہو تو اس کو حاصل کرنے کے لئے دنیا کے سارے خزانے دے دینا بھی آسان سمجھے۔ یہ وہ دولت ہے کہ اس کے مقابلے میں دنیا کی ہر دولت بے حقیقت ہے۔

پانی کے چند فوائد اور ضروریات

پانی مُردہ اور خشک زمین میں جان ڈال کر اس کو تروتازہ، ہرا بھرا بناتا ہے، اپنی لَطافت اور نرمی کی وجہ سے زمین کے اجزاء میں گھس کر پیوست ہوجاتا ہے، درختوں، فصلوں، پودوں اور ہر ایک نباتات کی جڑیں اس سے غذا حاصل کرتی ہیں، پھر اس سے لکڑی تیار ہوتی ہے جس سے دروازے بناتے ہیں بیٹھنے اور لیٹنے کے لئے آرام دہ چیزیں تیار کرتے ہیں اور روزمرہ کی ضروریاتِ زندگی کے لئے طرح طرح کی اشیاء تیار کرتے ہیں۔ اسی پانی سے تیّار شدہ فصلوں سے ہم روٹی، چاول، سبزیوں اور ترکاریوں کی شکل میں کھاتے اور اپنی بھُوک مٹاتے ہیں۔

اسی پانی سے میوے اور پھل تیار ہوتے ہیں۔ جن سے ہم طاقت حاصل کرتے اور طرح طرح کے ذائقہ دار مفکہّات سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

اسی پانی سے خوشبودار پھَل پھُول پیدا ہوتے ہیں جن سے خوشبو حاصل کر کے ہم

مختلف چیزوں سے محظوظ ہوتے ہیں اور بدبو سے حفاظت کا سامان کرتے ہیں۔

اسی پانی سے قِسم قِسم کے تیل تیار ہوتے ہیں جن کو ہم زندگی کی مختلف ضروریات کے لئے استعمال کرتے ہیں، اسی پانی سے ہم سالن روٹی اور مختلف کھانے تیار کرتے ہیں۔ یہی پانی ہے کہ اگر لُقمہ گلے میں پھنس جائے اور جان پر بَن جائے تو ہم اس کے ذریعے اس لقمے کو نیچے اتارتے ہیں۔ شدید پیاس لگی ہو اور طبیعت نِڈھال ہو رہی ہو تو پیاس بجھا کر فرحت اور تازگی حاصل کی جاتی ہے۔

یہی پانی ہے کہ اگر جسم پر میَل کچیل لگ جائے تو اس سے نہ صرف ہم صفائی حاصل کرتے ہیں بلکہ اپنے جسم پر بہا کر تروتازگی حاصل کرتے ہیں۔ لباس اور کپڑے گندے ہوجائیں تو اس کے ذریعے صاف، اُجلے، نکھرے ہوئے، پاکیزہ اور خوشنُما بناتے ہیں، اسی پانی سے عِمارت اور گھر بنانے کے لئے گارا اور میٹریل تیار کرتے ہیں۔ یہی پانی ہے کہ اگر آگ لگ جائے تو اس کو بُجھانے کے کام میں لایا جاتا ہے۔ یہی پانی ہے کہ جس کے ذریعہ سے بجلی پیدا کر کے زندگی کے کام کاج اور کاروبار چلاتے ہیں۔ اور اندھیرے میں اُجالا کر کے آسانی سے اپنے مسائل حَل کرتے ہیں۔

اِس وقت خاص طور پر بیشتر ترقی پذیر ممالک میں بجلی کی پیداوار کا انحصار پانی کے اوپر ہے اور آج کی پرُتکلُّف، نازک اور مصروف ترین زندگی میں اس دنیا میں بسنے والوں کے لئے اجتماعی وانفرادی زندگی کے لئے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر بجلی کا وجود ایک لازمی حصہ بن گیا ہے۔ بجلی کے بغیر جگمگ کرتے خوبصورت شہر جنگل کی تاریکی کا سَماں پیش کریں۔ بجلی کے بغیر ذرائع ابلاغ اور طلب ورَسد کا موجودہ نظام ٹھپ ہوجائے۔ بجلی کے بغیر اشیائے خوردونوش کا موجودہ نظام

درہم برہم ہوجائے ۔اس کے بغیر گرمی کی شدت میں خاص کر شہری زندگی کے اندر سُکھ کا سانس لینا اور میٹھی نیند سَونا دُوبھر اور وبال ہوجائے ۔تعلیم وتعلُّم اور تبلیغ واشاعت کا موجودہ میدان مُرجھا کر رہ جائے ۔اوراس کی ساری گرم بازاری ٹھنڈی پڑجائے لاکھوں مریضوں کو عِلاج ومُعالجہ کی سہولیات سے محرومی ہوجائے یہ تمام لاینحلُ مسائل تو بجلی نہ ہونے کی صورت میں ہیں اور اگر خدانخواستہ پانی ہی کی نعمت سے اپنی شامتِ اعمال کی بدولت محروم کردیا جائے تو پھر کتنی دیر جاندار اس کرۂ زمین پر سانس لے سکتے ہیں اس کا اندازہ ہر شخص بخوبی کرسکتا ہے۔

ایک پیالہ پانی کی قدروقیمت

ایک دن ابن سماک رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ہارون رشید کے پاس گئے ۔خلیفہ کو پیاس لگی ، پانی مانگا ، پینے کو تھا کہ ابن سماک نے کہا، امیر المومنین ذرا ٹھہر جایئے ۔ پہلے یہ بتایئے کہ اگر پانی آپ کو نہ ملے تو پیاس کی شدت میں آپ پانی کا ایک پیالہ کس قیمت تک خرید سکیں گے ۔ ہارون رشید نے کہا۔نصف (یعنی آدھی) سلطنت دے کر لے لوں گا۔ابن سماک نے کہا آپ پی لیجئے ۔ جب وہ پی چکا تو پھر کہا۔ اگر یہ پانی آپ کے پیٹ میں رہ جائے اور نہ نکلے تو اس کے نکلوانے کے عوض آپ کیا خرچ کریں گے؟ خلیفہ نے کہا باقی تمام سلطنت دے دوں گا۔

ابن سماک نے کہا بس یہ سمجھ لیجئے کہ آپ کا تمام مُلک ایک گھونٹ پانی اور چند قطرے پیشاب کی قیمت رکھتا ہے ۔ پس اس پر کبھی تکبُّر نہ کیجئے اور جہاں تک ہوسکے لوگوں سے یکساں سلوک کیجئے (تاریخ ملت ج۲ص۱۹۷بحوالہ تاریخ طبری ج۱۱ص۱۹۳)

پانی کا بحران اوراس کا حل

دوطرح کے قدرتی پانی

حق تعالیٰ نے اپنے فَضل اورحکمتِ بالغہ سے دنیا میں دوطرح کے دریا پیدا فرمائے ہیں، ایک سب سے بڑا بحرِ مُحیط ہے جس کو سمندر کہتے ہیں، اس سے زمین کے سب اَطراف اور کِنارے گھِرے ہوئے ہیں ، صرف ایک چوتھائی کے قریب حصّہ اس سمندر کے پانی سے کھلا ہوا ہے ۔ اسی حصّہ میں دنیا آباد ہے ۔ماہرین کی تحقیق کے مطابق دنیا میں سب سے زیادہ پائی جانے والی چیز پانی ہے ،اندازہ لگایا گیا ہے کہ دنیا کے کُل رقبہ کا تین چوتھائی حصّہ پانی پر مشتمل ہے اور ایک چوتھائی حصّہ خشکی کا ہے ۔لیکن اس دنیا میں ستّانوے فی صد پانی سمندری اور نمکین پانی کی صورت میں ہے ۔اور یہ سب سے بڑا دریا (سمندر) اللہ تعالیٰ کی حکمت سے سخت نمکین ، تلخ اور بَدمَزہ ہے ، انسانوں کے پینے کے قابل نہیں مگر سمندری مخلوق اسی میں پلتی ، بڑھتی ، پیدا ہوتی اور زندہ رہتی ہے ۔اس کے برخلاف زمین کے آباد حصے پر آسمان سے اتارے ہوئے پانی کے چشمے ، ندیاں نہریں اور بڑے بڑے دریا ہیں یہ سب میٹھے ، خوشگوار اور خوش ذائقہ ہیں ۔ انسانوں اور حیوانوں کو اپنے پینے ، پیاس بُجھانے ، کھیتی باڑی کرنے اور روزمرہ کے استعمال میں ایسے ہی شیریں اور خوش ذائقہ پانی کی ضرورت ہے ، جو حق تعالیٰ نے زمین کے آباد حصہ میں مختلف صورتوں میں مہیا فرمادیا ہے، لیکن سمندر اگر میٹھا ہوتا تو میٹھے پانی کا خاصّہ ہے کہ بہت جلد سَڑ جاتا ہے، خاص طور پر سمندر جس میں خشکی کی آبادی سے زیادہ دریائی انسانوں جانوروں کی آبادی بھی ہے جو اس میں مرتے ہیں وہیں سڑتے اور مٹی ہوجاتے ہیں، اور پوری زمین کے پانی اوراس میں بہنے والی ساری گندگیاں بھی بالآخر سمندر میں جا کر پڑتی ہیں۔اگر یہ

پانی میٹھا ہوتا تو دو چار دن میں ہی سڑ جاتا، اور یہ سڑتا تو اس کی بدبو سے زمین والوں کو زمین پر رہنا مُصیبت ہوجاتا اس لئے حکمتِ خداوندی نے اس کو اتنا سخت نمکین، کڑوا اور تیز بنادیا کہ دنیا بھر کی گندگیاں اس میں جا کر بھَسم ہوجاتی ہیں اور خود اس میں رہنے والی مخلوق بھی جو اسی میں مرتی ہے وہ بھی سڑنے نہیں پاتی۔ [1]

آیئے اس سلسلہ میں قرآنی آیات ملاحظہ کریں:

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ ۖ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَائِغٌ شَرَابُهُ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۖ (سورہ فاطر آیت ۱۲ پ ۲۲) ﴿ترجمہ﴾ اور دونوں دریا برابر نہیں ہیں (بلکہ) ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے جس کا پینا بھی آسان اور ایک شور تلخ ہے (فاطر)

وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۚ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝ (فرقان آیت ۵۳ پ ۱۹)

﴿ترجمہ﴾ اور وہ ایسا ہے جس نے مِلے ہوئے چلائے دو دریا، یہ میٹھا ہے پیاس بُجھانے والا اور یہ کھاری ہے کڑوا، اور ان دونوں کے درمیان میں (اپنی قدرت سے) ایک حجاب اور ایک مضبوط رُکاوٹ رکھ دی (فرقان)

میٹھے اور کھاری پانی کے درمیان آڑ قائم کرنے کا ذکر ان آیات میں بھی آیا ہے:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ (سورہ رحمٰن آیت ۱۹، ۲۰ پ ۲۷) ﴿ترجمہ﴾ اسی نے دو دریاؤں کو مِلایا کہ باہم مِلے ہوئے ہیں (اور) ان دونوں کے درمیان میں ایک رُکاوٹ ہے کہ

[1] معارف القرآن ج ۶ ص ۴۸۶، طب نبوی اور جدید سائنس ج ۲ ص ۹۷ بتغیر واضافہ)

دونوں (اپنی بہنے کی مقررہ جگہ سے) تجاوز نہیں کرتے (سورہ رحمٰن)

وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا (سورہ نمل آیت ۶۱ پ ۲۰)

﴿ترجمہ﴾ اور دو دریاؤں کے درمیان ایک حدِفاصل بنائی (نمل)

سُبحانَ اللہ! ایک تو یہ انعام فرمایا کہ انسانوں کی ضروریات کا لحاظ فرما کر دو قسم کے دریا پیدا فرمائے دوسرے اپنی قدرتِ کاملہ اس طرح ظاہر فرمائی کہ جس جگہ میٹھے پانی کی نہر یا دریا سمندر میں جا کر گرتا ہے اور میٹھا اور کڑوا، دونوں پانی یکجا جمع ہوتے ہیں وہاں یہ مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ دونوں پانی میلوں دُور تک اس طرح ساتھ لگے ہوئے چلتے ہیں کہ ایک طرف میٹھا دوسری طرف کڑوا اور ایک دوسرے سے نہیں ملتے حالانکہ ان دونوں کے درمیان بظاہر کوئی آڑ حائل نہیں ہوتی سوائے اللہ کی قدرت کے (معارف القرآن بتغیر)

ہر جاندار کی تخلیق پانی سے

عموماً جاندار چیزیں بالواسطہ یا بلاواسطہ پانی سے بنائی گئی ہیں، پانی ہی ان کا مادہ ہے۔ بلکہ حیوانات اور نباتات کے جسموں کا معقول حصہ پانی پر مشتمل ہے، کہا جاتا ہے کہ انسانی جسم کا دو تہائی حصّہ پانی ہے۔ اور جدید تحقیقات نے بھی یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ زمین کے خِطّہ پر زندگی کی ابتداء بھی پانی سے ہوئی ہے، لیکن اس حقیقت کو صدیوں پہلے قرآن مجید نے واضح کر دیا تھا۔

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۝ (سورہ انبیاء آیت ۳۰ پ ۱۷) ﴿ترجمہ﴾ اور بنائی ہم نے پانی سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے، پھر کیا یقین نہیں کرتے؟ (سورہ انبیاء)

وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۖ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ ۖ

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّمۡشِىۡ عَلٰى رِجۡلَيۡنِ‌ ۚ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّمۡشِىۡ عَلٰٓى اَرۡبَعٍ‌ ؕ (سورہ نور آیت ۴۵ پ ۱۸) ﴿ترجمه﴾ اوراللہ (تعالیٰ ہی) نے ہر چلنے والے جاندار کو (خشکی کا ہو یا پانی کا) پانی سے پیدا کیا ہے پھر ان میں بعضے تو وہ (جانور) ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں (جیسے سانپ اور مچھلی وغیرہ) اور بعضے ان میں وہ ہیں جو دو پیروں پر چلتے ہیں (جیسے انسان اور پرندے جبکہ ہوا میں نہ ہوں) اور بعضے ان میں وہ ہیں جو چار (پیروں) پر چلتے ہیں (جیسے چوپائے) (سورہ نور)

وَهُوَ الَّذِىۡ خَلَقَ مِنَ الۡمَآءِ بَشَرًا (سورہ فرقان آیت ۵۴ پ ۱۹)

﴿ترجمه﴾ اور وہی ہے جس نے بنایا پانی سے آدمی (فرقان)

دیکھ لو! کس طرح اپنی قدرتِ کاملہ سے ایک قطرۂ آب وبے جان جس میں نہ حس وحرکت تھی نہ شعور وارادہ نہ وہ بات کرنے کے قابل تھا اس کو عاقل وکامل آدمی بنادیا.........دیکھو حق تعالیٰ نے ایک ناچیز قطرہ کو کیا سے کیا کر دیا (تفسیر عثمانی بااضافہ)

وَكَانَ عَرۡشُهٗ عَلَى الۡمَآءِ (سورہ ھود آیت ۷ پ ۱۲) ﴿ترجمه﴾ اور اس (آسمان وزمین کی پیدائش کے) وقت اس کا عرش پانی پر تھا (سورہ ھود)

یعنی آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے پانی پیدا ہوا جو آئندہ چل کر چیزوں کی زندگی کا مادہ بننے والا تھا، اس وقت عرشِ خداوندی اسی پانی کے اوپر تھا جیسے اب آسمانوں کے اوپر ہے (تفسیر عثمانی بتغیر)

بارش کی نعمت

زمین کے آبادکاروں کی آسائش کے لئے جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں ان میں بارش ایک عجیب وغریب نعمت اور سہولت ہے، بادل آتے ہیں، بجلی چمکتی

ہے اور مینہ برسنے لگتا ہے، ندی نالے بھر کر بہنے لگتے ہیں، کھیتوں میں ہریالی آجاتی ہے۔ انسانوں، جانوروں اور نباتات کے لئے غذا کا بندوبست ہوجاتا ہے گردوغبار بیٹھ جاتا ہے، پہاڑ، راستے اور عمارتیں بلکہ مٹی اور فضاء تک دُھل جاتی ہے۔ اور اگر بارش نہ ہو تو درخت مرُجھا جاتے ہیں، فصلیں سُوکھ جاتی ہیں، جنگلی جانور بھوک اور پیاس سے مرُنے لگتے ہیں، زمین پر طرح طرح کی بیماریاں اور وبائیں پھیلتی ہیں، بنجر زمین خوراک پیدا کرنے سے عاجز ہوکر قحط کا باعث بنتی ہے۔ لہٰذا قرآن مجید میں زیادہ تر بارش کے پانی کا تذکرہ کیا گیا ہے پینے کے لئے پانی حاصل کرنے کے عام ذرائع دریا، ندی، نالے، نہریں، تالاب، جھیلیں، چشمے، کاریز اور کنویں وغیرہ ہیں۔ جب بارش برستی ہے یا سردی کی وجہ سے برف باری ہوتی ہے تو پانی نالوں، دریاؤں اور چشموں کی صورت میں بہتے ہوئے میدانی علاقوں کی طرف آجاتا ہے اور یہ پانی رِستے رِستے زمین کے اندر جذب ہوجاتا ہے جس کو مختلف طریقوں سے حاصل کرکے اپنے کام انجام دیئے جاتے ہیں (طب نبوی اور جدید سائنس از ڈاکٹر خالد غزنوی ج ۲ بتغیر)

بارش نازل فرمانے کا عجیب قدرتی نظام

آیئے قرآن مجید کی زبان میں بارش نازل ہونے کے نظام کا مطالعہ کیجئے اور پھر اللہ ربُّ العزت کی عجیب وغریب قدرت کا استحضار کیجئے۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ‌ ۚ وَيُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ‌ ۚ (سورہ لقمان آیت ۳۴ پ ۲۱)

﴿ترجمه﴾ بے شک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے (سورہ لقمان)

یعنی زمین کی ساری رونق اور مادِّی برکت جس پر تمہاری خوشحالی کا مدار ہے،

آسمانی بارش پر موقوف ہے سال دو سال مینہ نہ برسے تو ہر طرف خاک اُڑنے لگے، نہ سامانِ معیشت رہیں نہ اسبابِ راحت، پھر تعجب ہے کہ انسان دنیا کی زینت اور تر و تازگی پر فریفتہ ہو کر اُس ہستی کو بھول جائے جس نے اپنی بارانِ رحمت سے اس کو تر و تازہ اور پُر رونق بنا رکھا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا فَتَرَی الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِہٖ ج وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْھَا مِنْ م بَرَدٍ فَیُصِیْبُ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَصْرِفُہٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ ط یَکَادُ سَنَا بَرْقِہٖ یَذْھَبُ بِالْاَبْصَارِ o (نور آیت ۴۳ پ ۱۸)

﴿**ترجمہ**﴾ کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ (ایک) بادل کو (دوسرے بادل کی طرف) چلتا کرتا ہے (اور) پھر اس بادل (کے مجموعہ) کو باہم مِلا دیتا ہے، پھر اس کو تہ بتہ کرتا ہے، پھر تُو بارش کو دیکھتا ہے کہ اس (بادل) کے بیچ میں سے نکلتی ہے، اور اسی بادل سے یعنی اس کے بڑے بڑے حصوں میں سے اَولے برساتا ہے، پھر ان کو جس (کی جان پر یا مال) پر چاہتا ہے گراتا ہے، اور جس سے چاہتا ہے اس کو ہٹا دیتا ہے (اور) اس بادل کی بجلی کی چمک کی یہ حالت ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نے اب بینائی (آنکھوں کی روشنی) لی (سورہ نور)

فائدہ: ابتداء میں بادل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اُٹھتے ہیں پھر مِل کر بڑا بادل بن جاتا ہے۔ پھر بادلوں کی تہ پر تہ جما دی جاتی ہے۔ پھر بارش یا اَولے (اپنی حکمت کے موافق) برَساتا ہے جس سے بُہتوں کو جانی یا مالی نقصان پہنچ جاتا ہے اور بہت سے محفوظ رکھے جاتے ہیں، بادل کی بجلی کی چمک اس قدر تیز ہوتی

ہے کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، قریب ہے کہ بینائی جاتی رہے، جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: **یَکَادُ الْبَرْقُ یَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ** (سورہ بقرہ آیت ۱۹ پ ۱) یعنی برق (آسمانی بجلی کی چمک) کی یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ان کی بینائی اس نے لی (تفسیر عثمانی بتغیر و اضافہ)

ھُوَالَّذِیْ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنْشِیُٔ السَّحَابَ الثِّقَالَ o وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ ج وَیُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَیُصِیْبُ بِھَا مَنْ یَّشَآءُ (رعد آیت ۱۲، ۱۳ پ ۱۳) ﴿**ترجمہ**﴾ وہ ایسا ہے کہ تم کو بجلی دکھلاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہ بادلوں کو (بھی) بلند کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں اور رعد (فرشتہ) اس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہے اور (دوسرے) فرشتے بھی اس کے خوف سے (تسبیح و تحمید کرتے ہیں) اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے (رعد)

فائدہ: جب بجلی چمکتی ہے تو امید بندھتی ہے کہ بارش آئے گی اور ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں گر کر ہلاکت کا سبب نہ بن جائے۔ بھاری بادل پانی کے بھرے ہوئے آتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے کہ بارانِ رحمت کا نزول ہوگا ساتھ ہی فکر رہتی ہے کہ پانی کا طوفان نہ آجائے۔ ٹھیک اسی طرح انسان کو چاہئے کہ رحمتِ الٰہی کا امیدوار رہے مگر مَکْرُ اللہ سے مامون اور بے فکر نہ ہو۔ حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے عرب کے ایک متکبر رئیس کے پاس آدمی بھیجا کہ اسے میرے پاس بُلا لاؤ۔ قاصد نے اس کو کہا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں۔ کہنے لگا! رسولُ اللہ کون ہے؟ اور اللہ کیا چیز ہے؟ سونے کا ہے یا چاندی کا، یا تانبے کا؟ (**اَلْعِیَاذُ**

باللہ) تین مرتبہ یہی گفتگو کی ۔تیسری مرتبہ جب وہ یہ گستاخانہ کلمات بک رہا تھا، ایک بادل اُٹھا فوراً بجلی گری اوراس کی کھوپڑی سر سے جدا کردی ۔بعض روایات میں ہے کہ ''عامر بن طُفیل اور اَرْبَدْ بن رَبِیعَہ'' نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ ہم اسلام لاتے ہیں، بشرطیکہ آپ کے بعد خلافت ہم کو ملے ،آپ نے انکار فرما دیا۔دونوں یہ کہہ کر اٹھے کہ ہم ''مدینہ'' کی وادی کو آپ کے مقابلہ میں پیدل اورسواروں سے بھر دینگے ۔آپ نے فرمایا کہ اللہ اس کو روک دے گا۔اورانصارِ مدینہ روکیں گے ۔وہ دونوں چلے ۔راستہ میں ''اَرْبَدْ'' پر بجلی گری اور ''عامر'' طاعون کی گلٹی سے ہلاک ہوا۔گرجنے والا بادل یا فرشتہ زبانِ حال یا قال سے حق تعالیٰ کی تسبیح وتحمید کرتا ہے ....اورتمام فرشتے ہیبت وخوف کے ساتھ اس کی حمد وثنا اور تسبیح وتمجید میں مشغول رہتے ہیں ....احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ بادلوں اور بارشوں کے انتظامات پر بھی فرشتوں کی جماعتیں تعیّنات ہیں جو بحکمِ الٰہی بادلوں کو مناسب مواقع پر پہنچانے اوران سے حسبِ ضرورت ومصلحت کام لینے کی تدبیر کرتی ہیں (کذافی ترمذی باب التفسیر،مسند احمد)(تفسیر عثمانی بتغیر)

چنانچہ ایک حدیث میں ہے،حضرت ابنِ عبّاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ ہم پر) بادل نے سایہ کیا تو ہم نے اس سے (بارش کی) امید کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْمَلَكَ الَّذِي يَسُوقُ السَّحَابَ دَخَلَ آنِفًا فَسَلَّمَ عَلَيَّ وَذَكَرَ أَنَّهُ يَسُوقُهَا إِلَى وَادٍ بِالْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ جَرْعٌ (مسند ابو عوانہ، مختارۃ للضیاء) ﴿ترجمہ﴾ جوفرشتہ بادلوں کو چلاتا ہے وہ ابھی حاضر ہوا تھا اُس نے مجھے سلام کیا اور ذکر کیا ہے کہ وہ اسے ایک یمن کی وادی کی

طرف لے جارہا ہے جس کا نام (وادِی) جَرْع ہے (ابوعوانہ)

صدیوں پہلے جب لوگ بارش برسنے کے ان حقائق سے واقف بھی نہیں تھے بلکہ بالکل بے خبر تھے اور سائنس نے بھی یہ باتیں دریافت نہ کی تھیں قرآن مجید نے ان حقائق سے پردہ اٹھادیا تھا۔

وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۖ حَتّٰى إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنٰهُ لِبَلَدٍ مَيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۚ كَذٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتٰى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (اعراف آیت ۵۷ پ۸) ﴿ترجمہ﴾ اوروہی ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والی مینہ سے پہلے، یہاں تک کہ جب وہ ہوائیں اٹھالاتی ہیں بھاری بادلوں کو تو ہانک دیتے ہیں ہم اس بادل کو ایک شہر مُردہ کی طرف، پھر ہم اُتارتے ہیں اس بادل سے پانی ، پھراس سے نکالتے ہیں سب طرح کے پھل ۔اسی طرح ہم نکالیں گے مُردوں کو تاکہ تم غور کرو (اعراف)

فائدہ: ہوائیں چلانا، مینہ برسانا،قسم قسم کے پھول پھل پیدا کرنا، ہرزمین کی استعداد کے موافق کھیتی اورسبزہ اُگانا، یہ سب اسی کی قدرتِ کاملہ اورحکمتِ بالغہ کے نشان ہیں (تفسیر عثمانی)

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ۝ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبٰى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا (سورہ فرقان آیت ۴۸،۴۹،۵۰ پ ۱۹)

﴿ترجمہ﴾ اور وہ ایسا ہے کہ اپنی بارانِ رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی امید دلا کر دل کو) خوش کر دیتی ہیں اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں جو پاک صاف کرنے کی چیز ہے، تاکہ اس کے ذریعے سے مُردہ زمین میں جان ڈال دیں، اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سے چوپایوں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کر دیں، اور ہم اس (پانی) کو (بقدرِ مصلحت) ان لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتے ہیں تاکہ لوگ غور کریں سو (چاہئے تھا کہ غور کر کے اس کا حق ادا کرتے لیکن) اکثر لوگ بغیر ناشکری کئے نہ رہے (فرقان)

فائدہ: اول برساتی ہوائیں بارش کی خوشخبری لاتی ہیں، پھر آسمان کی طرف سے پانی برستا ہے جو خود پاک اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے، جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: **وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ** (سورہ انفال آیت ١١ پ٩) ﴿ترجمہ﴾ اور اتارا تم پر آسمان سے پانی تاکہ اس پانی کے ذریعہ تم کو پاک کر دے (انفال) پانی پڑتے ہی مردہ زمینوں میں جان پڑ جاتی ہے، کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں، جہاں خاک اڑ رہی تھی وہاں سبزہ زار بن جاتا ہے۔ اور کتنے جانور اور آدمی بارش کا پانی پی پی کر سیراب ہوتے ہیں **وَاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا** (سورہ مرسلات آیت ٢٧ پ٢٩) ﴿ترجمہ﴾ اور پلایا ہم نے تم کو پانی میٹھا، پیاس بجھانے والا (مرسلات)................اور بارش کا پانی تمام زمینوں اور آدمیوں کو یکساں نہیں پہنچتا بلکہ کہیں کم کہیں زیادہ، کہیں جلد کہیں بدیر، جس طرح اللہ کی حکمت مُقتضِی ہو پہنچتا رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کی تقسیم کسی قادر، مختار و حکیم کے ہاتھ میں ہے، لیکن بہت لوگ پھر بھی نہیں سمجھتے، اور نعمتِ الٰہی کا شکر ادا نہیں

کرتے، اُلٹے کفر اور ناشکری پر اتر آتے ہیں (تفسیر عثمانی ملخص واضافہ)

وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ج وَمَآ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ (سورہ حجر آیت ٢٢ پ ١٤)

﴿ترجمہ﴾ اور ہم ہواؤں کو بھیجتے ہیں جو کہ بادل کو پانی سے بھر دیتی ہیں، پھر ہم ہی آسمان سے پانی برساتے ہیں پھر وہ پانی تم کو پینے کو دیتے ہیں اور تم اتنا پانی جمع کر کے نہ رکھ سکتے تھے (سورہ حجر)

فائدہ: برساتی ہوائیں بھاری بھاری بادلوں کو پانی سے بھر کر لاتی ہیں ان سے پانی برستا ہے جو نہروں چشموں اور کنوؤں میں جمع ہو کر تمہارے کام آتا ہے خدا چاہتا تو اسے پینے کے قابل نہ چھوڑتا لیکن اس نے اپنی مہربانی سے کس قدر شیریں اور لطیف پانی تمہارے بارہ مہینے پینے کے لئے زمین کے مَسَامُ میں جمع کر دیا، نہ اُوپر بارش کے خزانہ پر تمہارا قبضہ ہے نہ نیچے چشمے اور کنویں تمہارے اختیار میں ہیں خدا جب چاہے بارش برسائے نہ تم روک سکتے ہو نہ اپنے حسبِ خواہش لا سکتے ہو اور اگر کنوؤں اور چشموں کا پانی خشک کر دے یا زیادہ نیچے اتار دے کہ تمہاری دسترس سے باہر ہو جائے تو کیسے قابو حاصل کر سکتے ہو؟ (تفسیر عثمانی)

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ (فاطر آیت ٩ پ٢٢)

﴿ترجمہ﴾ اور اللہ ایسا (قادر) ہے جو (بارش سے پہلے) ہواؤں کو بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر ہم اس بادل کو خشک قطعۂ زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر ہم اس کے (پانی کے) ذریعہ سے زمین کو زندہ کرتے ہیں، اسی طرح (قیامت میں آدمیوں

کا) جی اُٹھنا ہے (سورہ فاطر)

فائدہ: اللہ کے حکم سے ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں اور جس ملک کا رقبہ مُردہ پڑا تھا یعنی کھیتی وسبزہ کچھ نہ تھا چاروں طرف خاک اڑ رہی تھی بارش کے پانی سے اس میں جان پڑ جاتی ہے (تفسیر عثمانی)

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ج فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ○ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ط اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ (روم آیت ۴۸ پارہ ۲۱)

﴿ترجمہ﴾ اللہ ہی ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادل اٹھاتی ہیں، پھر وہ ان بادلوں کو آسمان میں پھیلاتا ہے جس طرح چاہتا ہے اور انہیں ٹکڑیوں میں تقسیم کرتا ہے پھر تُو دیکھتا ہے کہ بارش کے قطرے بادل میں سے ٹپکے چلے آتے ہیں۔ پھر یہ بارش وہ اپنے بندوں میں سے جن پر چاہتا ہے برساتا ہے تو یکا یک وہ خوش وخرّم ہو جاتے ہیں اور وہ لوگ قبل اس کے کہ ان کے خوش ہونے سے پہلے ان پر برَسے نا امید تھے، سو دیکھ لے اللہ کی مہربانی کی نشانیاں کس طرح زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد بے شک وہی ہے مُردوں کو زندہ کرنے والا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (سورہ روم)

فائدہ: پہلے سے لوگ نا امید ہو رہے تھے حتیٰ کہ بارش آنے سے ذرا پہلے تک

بھی امید نہ تھی کہ مینہ برس کر ایسی جگ پر لو ہو جائے گی۔ چند گھنٹے پہلے ہر طرف خاک اڑ رہی تھی اور زمین خشک، بے رونق اور مردہ پڑی تھی ناگہاں اللہ کی مہربانی سے زندہ ہو کر لہلہانے لگی، بارش نے اس کی پوشیدہ قوتوں کو کتنی جلد ابھار دیا (تفسیر عثمانی ملخص بلفظہ)

اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا (رعد آیت ۱۷ پ ۱۳)

﴿ترجمہ﴾ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل فرمایا پھر نالے (بھر کر) اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے (سورہ رعد)

فائدہ: آسمان کی طرف سے بارش اتری جس سے ندی نالے بہہ پڑے۔ ہر نالے میں اس کے ظرف اور گنجائش کے موافق جتنا خدا نے چاہا پانی جاری کر دیا چھوٹے میں کم بڑے میں زیادہ (تفسیر عثمانی)

وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ط وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ (شوریٰ آیت ۲۸ پ ۲۵) ﴿ترجمہ﴾ اور وہ ایسا ہے جو لوگوں کے نا امید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہ (سب کا) کارساز، قابلِ حمد ہے (سورہ شوریٰ)

فائدہ: بہت مرتبہ ظاہری اسباب وحالات پر نظر کر کے جب لوگ بارش سے مایوس ہو جاتے ہیں اُس وقت حق تعالیٰ بارانِ رحمت نازل فرماتا اور اپنی مہربانی کے آثار وبرکات چاروں طرف پھیلا دیتا ہے تاکہ بندوں پر ثابت ہو جائے کہ رزق کی طرح اسبابِ رزق بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ جیسے وہ روزی ایک خاص انداز سے عطا کرتا ہے بارش بھی خاص اوقات اور خاص مقدار میں مرحمت فرماتا ہے (تفسیر عثمانی)

بارش زمین کی زندگی اور رونق

وَاللّٰہُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَابِهِ الْاَرْضَ بَعْدَمَوْتِهَا ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ(سورہ نحل آیت ۶۵ پ ۱۴)

﴿ترجمہ﴾ اوراللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھراس سے زمین کواس کے مُردہ ہوجانے کے بعد زندہ کیا، اس میں ایسے لوگوں کے لئے بڑی دلیل (اورنشانی) ہے جو سنتے ہیں (نحل)

یعنی خشک زمین کوآسمانی بارش سے سرسبز کردیا۔ گویا خشک ہونا زمین کی موت اور سرسبز وشاداب ہونا حیات ہے (تفسیرعثمانی)

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَابِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ط قُلِ الْحَمْدُلِلّٰہِ ط بَلْ اَکْثَرُهُمْ لَایَعْقِلُوْنَ

(سورہ عنکبوت آیت ۶۳ پ ۲۱)

﴿ترجمہ﴾ اوراگرآپ ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھراس سے زمین کو بعداس کے کہ خشک پڑی تھی تروتازہ کردیا تو وہ لوگ بھی یہی کہیں گے کہ وہ بھی اللہ ہی ہے، آپ کہئے کہ الحمد للہ! بلکہ ان میں اکثر سمجھتے بھی نہیں (عنکبوت)

وَالَّذِیْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً م بِقَدَرٍ ج فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ج کَذٰلِکَ تُخْرَجُوْنَ○ (سورہ زخرف آیت ۱۱ پ ۲۵)

﴿ترجمہ﴾ اوروہ جس نے آسمان سے پانی اتارا ایک انداز سے پھرہم نے اس سے ایک مُردہ شہر (خشک زمین) کو زندہ کردیا اسی طرح تم (بھی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤگے (زخرف)

یعنی جس طرح مُردہ زمین کو بارش کے ذریعے زندہ اورآباد کردیتا ہے۔ ایسے ہی تمہارے ظاہری مُردہ جسموں میں خاص قسم کی جان ڈال کرقبروں سے نکال کھڑا کرے گا (تفسیرعثمانی بتغیر)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ز فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ط اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ(سورہ حج آیت ۶۳ پ ۱۷)

﴿ترجمہ﴾ (اوراے مخاطب) کیا تجھ کو یہ خبرنہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا۔ جس سے زمین سرسبز ہوگئی، بے شک اللہ تعالیٰ بہت مہربان (اور) سب باتوں کی خبر رکھنے والا ہے (حج)

وہی جانتا ہے کہ کس طرح بارش کے پانی سے سبزہ اُگ آتا ہے قدرت اندر ہی اندر ایسی تدبیر وتصرف کرتی ہے کہ خشک زمین پانی وغیرہ کے اجزاء کواپنے اندر جذب کرکے سرسبز وشاداب ہوجائے (تفسیرعثمانی)

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنَّکَ تَرَی الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ط (سورہ حٰمٓ سجدہ آیت ۳۹ پ ۲۴)

﴿ترجمہ﴾ اورایک اس کی (قدرت وتوحید کی) نشانی یہ ہے کہ (اے مخاطب) تُو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی دبائی پڑی ہے، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ اُبھرتی ہے اور پھولتی ہے (حٰمٓ سجدہ)

یعنی زمین کو دیکھو بے چاری چُپ چاپ، ذلیل وخوار، بوجھ میں دبی ہوئی پڑی رہتی ہے، خشکی کے وقت ہرطرف خاک اڑتی ہوئی نظر آتی ہے، لیکن جہاں بارش کا ایک چھینٹا پڑا پھراس کی تروتازگی، رونق اوراُبھار قابلِ دید ہوجاتا ہے، آخر یہ انقلاب کس کے دستِ قدرت کے تصرف کا نتیجہ ہے؟ (تفسیرعثمانی)

وَتَرَی الْاَرْضَ ھَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْھَا الْمَآءَ اھْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ کُلِّ زَوْجٍۢ بَھِیْجٍ (سورہ حج آیت ۵ پ ۱۷)

﴿ترجمہ﴾ اورتُو دیکھتا ہے زمین کوخشک (پڑی ہوئی) پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ اُبھرتی اور پھولتی ہے (تروتازہ ہوتی ہے) اور ہرقسم کی خوشنما (رونق دار) نباتات اُگاتی ہے (سورہ حج)

زمین مردہ پڑی تھی رحمت کا پانی پڑتے ہی جی اٹھی، اورتروتازہ ہوکرلہلہانے لگی، قسم قسم کے خوش منظر، فرحت بخش اور نشاط افزا پودے قدرت نے اُگادیئے (تفسیر عثمانی)

وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ ۪ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (سورہ بقرہ آیت ۱۶۴ پ ۲)

﴿ترجمہ﴾ اور (بارش کے) پانی میں جس کواللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایا پھراس سے زمین کوتروتازہ کیا اس کے مُردہ (خشک) ہوجانے کے بعد، اور ہرقسم کے حیوانات اس میں پھیلا دیئے، اور ہواؤں کے بدلنے میں اور بادل میں جوکہ تابعدار ہے اس کے حکم کا درمیان آسمان وزمین کے، بے شک ان سب چیزوں میں نشانیاں (اور دلائل) ہیں عقلمندوں (عقل سلیم رکھنے والوں) کے لئے (بقرہ)

آسمان سے پانی برسانے اوراس سے زمین کوسرسبز وتازہ کرنے میں اور جملہ حیوانات میں، اس سے توالد وتناسل نشوونما ہونے میں، اور جہاتِ مختلفہ سے

ہواؤں کے چلانے میں، اور بادلوں کوآسمان اورزمین میں معلق کرنے میں دلائلِ عظیمہ اورکثیرہ ہیں حق تعالیٰ کی وحدانیت اوراس کی قدرت اورحکمت اوررحمت پر، ان کے لئے جوصاحبِ عقل اورفکر ہیں (تفسیر عثمانی ملخصاً)

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ (سورہ روم آیت ۲۴ پ ۲۱) ﴿ترجمہ﴾ اوراسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کوبجلی دِکھاتا ہے جس سے ڈربھی ہوتا ہے اورامید بھی ہوتی ہے، اوروہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھراسی سے زمین کواس کے مُردہ ہوجانے کے بعد زندہ کردیتا ہے، اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جوعقل رکھتے ہیں (سورہ روم)

فائدہ: بجلی کی چمک دیکھ کرلوگ ڈرتے ہیں کہیں کسی پرگرنہ پڑے۔ یا بارش زیادہ نہ ہوجائے جس سے جان ومال تلف ہوں۔ اور امید بھی رکھتے ہیں کہ بارش ہوتو دنیا کا کام چلے۔ مسافر کبھی اندھیرے میں اس کی چمک کوغنیمت سمجھتا ہے کہ کچھ دورتک راستہ نظر آجائے۔ اورکبھی خوف کھاکرگھبراتا ہے (تفسیر عثمانی)

بارش سے نباتات کی پیدائش وافزائش

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ یَّعْدِلُوْنَ ۝ (نمل آیت ۶۰ پ ۲۰)

﴿ترجمہ﴾ بھلاکس نے بنائے آسمان اورزمین اوراُتاردیا تمہارے لئے آسمان سے پانی، پھراُگائے ہم نے اس (پانی) سے باغ رونق

والے (ورنہ) تم سے تو ممکن نہ تھا کہ تم اِن (باغوں) کے درختوں کو اُگا سکو، اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ؟ (کوئی نہیں) وہ لوگ راہ سے مُڑتے ہیں (سورہ نمل)

یعنی سِرے سے درختوں کا اُگانا تمہارے اختیار میں نہیں چہ جائیکہ اس کا پھُول پھَل لانا اور بارآور کرنا۔ تمام دنیا جانتی ہے اور خود یہ مشرکین بھی مانتے ہیں کہ زمین وآسمان کا پیدا کرنا، بارش برسانا، درخت اُگانا بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کا کام نہیں (تفسیر عثمانی)

هُوَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ○ يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (سورہ نحل آیت ۱۰،۱۱ پ۱۴) ﴿ترجمہ﴾ وہی ہے جس نے آسمان سے تمہارے لئے پانی برسایا جس سے تم (خود بھی) سیراب ہوتے ہو اور اس (کے سبب) سے درخت (پیدا ہوتے) ہیں، جن میں تم (اپنے جانور) چراتے ہو وہ اس (پانی کے ذریعے) سے کھیتی، اور زیتون اور کھجور اور انگور اور طرح طرح کے دوسرے پھل (زمین سے) اگاتا (اور پیدا کرتا ہے) بلاشبہ اس میں نشانی (اور دلیل موجود) ہے اُن لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں (نحل)

یعنی پانی پینے کے قابل بنایا اور اسی سے درخت، گھاس چارہ وغیرہ اُگائے جس سے تمہارے جانور چرتے ہیں۔ ایک ہی پانی سے مختلف قسم کے پھل اور میوے اُگاتا رہتا ہے جن کی شکل وصورت، رنگ وبُو، مزہ اور تاثیر ایک دوسرے سے

بالکل مختلف ہیں، اس میں غور کرنے والوں کے لئے خدا کی قدرتِ کاملہ اور صنعتِ غریبہ کا بڑا نشان ہے کہ ایک زمین، ایک آفتاب، ایک ہَوا، اور ایک پانی سے کیسے رنگ برنگ کے پھُول پھَل پیدا ہوتے رہتے ہیں (تفسیر عثمانی بتغیر)

اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰهَا ○ وَالْجِبَالَ اَرْسٰهَا ○ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (نازعات آیت ۳۱ تا ۳۳ پ ۳۰) ﴿ترجمہ﴾ باہر نکالا زمین سے اس کا پانی اور چارہ، اور پہاڑوں کو (اس پر) قائم کردیا تمہارے اور تمہارے مویشیوں (چوپایوں) کے فائدہ پہنچانے کے لئے (نازعات)

فائدہ: دریا اور چشمے جاری کئے پھر پانی سے سبزہ پیدا کیا، اور زمین پر بڑے بڑے پہاڑ قائم کردیئے جو اپنی جگہ سے جُنبش نہیں کھاتے اور زمین کو بھی بعض خاص قسم کے اضطرابات اور حرکت سے محفوظ رکھنے والے ہیں یہ انتظام نہ ہوتو تمہارا اور تمہارے جانوروں کا کام کیسے چلے۔ ان تمام اشیاء کا پیدا کرنا تمہاری حاجت روائی اور راحت رسانی کے لئے ہے۔ چاہئے کہ اس منعمِ حقیقی کا شکر ادا کرتے رہو۔ اور سمجھ لو کہ جس قادرِ مطلق اور حکیم برحق نے ایسے زبردست انتظامات کئے ہیں کیا وہ تمہاری بوسیدہ ہڈیوں میں روح نہیں پھونک سکتا؟ پھر لازم ہے کہ آدمی اس کی قُدرت کا اقرار کرے۔ اور اس کی نعمتوں کی شکر گزاری میں لگے (تفسیر عثمانی بتغیر)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ (سورہ فاطر آیت ۲۷ پ ۲۲) ﴿ترجمہ﴾ (اے مخاطب) کیا تُو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے اس کے ذریعہ سے مختلف رنگتوں کے پھل نکالے (فاطر)

فائدہ: یعنی قسم قسم کے میوے، پھرایک قسم میں رنگ برنگ کے پھل پیدا کیئے، ایک زمین ایک پانی اورایک ہَوا سے اتنی مختلف چیزیں پیدا کرنا عجیب وغریب قدرت کوظاہر کرتا ہے (تفسیرعثمانی)

وَهُوَالَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ج فَاَخْرَجْنَا بِهٖ نَبَاتَ كُلِّ شَیْءٍ فَاَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا نُّخْرِجُ مِنْهُ حَبًّا مُّتَرَاكِبًا ج وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ وَّجَنّٰتٍ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُشْتَبِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ط اُنْظُرُوْٓا اِلٰى ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَيَنْعِهٖ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِكُمْ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (سورہ انعام آیت ۹۹ پ ۷)

﴿**ترجمہ**﴾ اوروہ (اللہ) ایسا ہے جس نے آسمان (کی طرف) سے پانی برسایا۔ پھرہم نے اس کے ذریعے سے ہرقسم کے نباتات (اُگنے والی چیزوں) کونکالا، پھرہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ اس سے ہم اُوپر تلے دانے چڑھے ہوئے نکالتے ہیں، اورکھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گُچھّے میں سے خوشے ہیں جو (مارے بوجھ کے) نیچے کو لٹکے جاتے ہیں، اور (اسی پانی سے ہم نے) انگوروں کے باغ اور زیتون اورانار (کے درخت پیدا کیئے) جوایک دوسرے سے مِلتے جُلتے ہوتے ہیں اورایک دوسرے سے مِلتے جُلتے نہیں (بھی) ہوتے (ذرا) ہرایک کے پھل کوتو دیکھو جب وہ پھلتا ہے اور (پھر) اس کے پکنے کو دیکھو، ان چیزوں میں ایمان (لانے) والوں کے واسطے (اللہ کی قدرت وتوحید کی) نشانیاں (اوردلائل موجود) ہیں (انعام)

فائدہ: اِبتداءً جب پھل آتا ہے تو کچا، بدمزہ اورنا قابل انتفاع ہوتا ہے پھرپکنے

کے بعد کیسا لذیذ، خوشذائقہ اورکارآمد بن جاتا ہے؟، یہ سب خدا کی قدرت کا ظہور ہے (تفسیرعثمانی)

اَلَمْ تَرَاَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِی الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ط اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ (سورہ زمرآیت ۲۱ پ ۲۳)

﴿**ترجمہ**﴾ (اے مخاطب) کیا تُو نے اس (بات) پرنظرنہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا پھراس کوزمین کی سُوتوں میں داخل کردیتا ہے پھر (جب وہ اُبلتا ہے تو) اس کے ذریعہ سے کھیتیاں پیدا کرتا ہے جس کی مختلف قسمیں ہیں، پھروہ کھیتی خشک ہوجاتی ہے پھراس کو تُو زرد (رنگ کی) دیکھتا ہے پھر (اللہ) اس کو چُورا چُورا کردیتا ہے اِس (نمونہ) میں اہلِ عقل کے لئے بڑی عبرت ہے (زمر)

فائدہ: بارش کا پانی پہاڑوں اورزمینوں کے مسام میں جذب ہوکرچشموں کی صورت میں پھُوٹ نکلتا ہے (تفسیرعثمانی) جیسا کہ ارشاد ہے: **وَاِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ ط وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ط** (سورہ بقرہ آیت ۷۴ پ ۱) اوربعضے پتھرتَو ایسے ہیں جن سے (بڑی بڑی) نہریں پھوٹ کرچلتی ہیں۔ اوران ہی پتھروں میں سے بعضے ایسے ہیں کہ جوشق ہوجاتے ہیں پھران سے (اگرزیادہ نہیں تَو تھوڑا ہی) پانی نکل آتا ہے (سورہ بقرہ)

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ○ (سورہ لقمان آیت ۱۰ پ ۲۱) ﴿**ترجمہ**﴾ اورہم نے آسمان سے پانی

برسایا پھراس زمین میں ہرطرح کے عُمدہ اَقسام اُگائے (سورہ لقمان)

ہرقسم کے پُررونق، خُوش، منظراورنفیس وکارآمد درخت زمین سے اگائے (تفسیر عثمانی)

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ط اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ○ (سورہ سجدہ آیت ۲۷ پ ۲۱) ﴿ترجمہ﴾ کیاانہوں نے اس بات پرنظرنہیں کی کہ ہم خشک اُفتادہ زمین کی طرف پانی پہنچاتے ہیں پھراسی کے ذریعہ سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سے ان کے مواشی (جانور، چوپائے) اوروہ خودبھی کھاتے ہیں۔توکیادیکھتے نہیں ہیں؟ (سورہ سجدہ)

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِیْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ط فَاَخْرَجْنَا بِهٖ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی○ كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی النُّهٰی (سورہ طٰہٰ آیت ۵۳ . ۵۴ پ ۱۶) ﴿ترجمہ﴾ وہ (رب) ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو (مِثل) فرش (کے) بنایا اوراس (زمین) میں تمہارے (چلنے کے) واسطے راستے بنائے اورآسمان سے پانی برسایا پھرہم نے اس (پانی) کے ذریعے سے مختلف اَقسام کے نباتات پیدا کئے (اورتم کواجازت دی کہ) خود (بھی) کھاؤاوراپنے مواشی (چوپاؤں) کو (بھی) چراؤ، ان سب چیزوں میں اہلِ عقل کے واسطے (قدرتِ الٰہیہ کی) نشانیاں ہیں (طٰہٰ)

فائدہ: وادیوں، دریاؤں اورپہاڑوں کے بیچ میں سے زمین پرراہیں نکالدیں جن پرچل کرایک مُلک سے دوسرے مُلک میں پہنچ سکتے ہو، پانی کے ذریعہ سے

طرح طرح کی سبزیاں، غلّے اورپھل پھول پیدا کردیئے۔عُمدہ غذائیں تم کھاتے ہو، جوتمہارے کام کی نہیں وہ اپنے مویشیوں کو کِھلاتے ہو، اس کی تدبیریں اورقدرتیں دیکھو، اگرعقل ہےتوسمجھ لوگے کہ یہ مضبوط ومحکم انتظامات یوں ہی بخت واتفاق سے قائم نہیں ہوسکتے، گویا ان آیات میں اللہ کے وجود اورتوحید کی طرف توجہ دلائی (تفسیر عثمانی ملخص)

اَلَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا○ وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً○ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ (بقرہ آیت ۲۲ پ ۱) ﴿ترجمہ﴾ وہ ذات پاک ایسی ہےجس نے بنایا تمہارے لئے زمین کوفرش (یعنی بچھونا) اور (بنایا) آسمان کوچھت اوربرسایا آسمان سے پانی، پھرنکالے اس سے میوے تمہارے کھانے کے واسطے (بقرہ)

وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ج (ابراھیم آیت ۳۲ پ ۱۳) ﴿ترجمہ﴾ اورآسمان سے پانی (یعنی مینہ) برسایا پھراس پانی سے پھلوں کی قسم سےتمہارے لئے رِزق پیدا کیا (ابراہیم)

فائدہ: حق تعالیٰ نے اپنے کمالِ قدرت وحکمت سے پانی میں ایک قوت رکھی جو درختوں اورکھیتوں کے نشوونما اوربارآورہونے کا سبب بنتی ہے، اسی کے ذریعہ سے پھل اورمیوے ہمیں کھانے کو مِلتے ہیں (تفسیر عثمانی)

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِیْدِ○ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ○ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ لا وَاَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ط كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ (قٓ آیت ۹، ۱۰ اپ ۲۶)

﴿ترجمہ﴾ اور آسمان سے ہم نے برکت (نفع) والا پانی نازل کیا، پھر اس سے باغ اور فصل کے غلّے اور بلند و بالا کھجور کے درخت پیدا کر دیئے جن پر پھلوں سے لدے ہوئے خوشے تہ بہ تہ لگتے ہیں۔ بندوں کو رزق دینے کے لئے، اور ہم نے اس (بارش) کے ذریعے سے مُردہ زمین کو زندہ کیا (پس) اسی طرح زمین سے نکلنا ہوگا (ق)

فائدہ: بارش برسا کر مُردہ زمین کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح قیامت کے دن مُردے زندہ کر دیئے جائیں گے (تفسیر عثمانی)

وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا o لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا o وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا (سورہ نبا آیت ۱۴، ۱۵، ۱۶ پ ۳۰) ﴿ترجمہ﴾ اور ہم ہی نے پانی بھرے بادلوں سے کثرت سے پانی برسایا تاکہ ہم اس پانی کے ذریعہ سے غلّہ اور سبزی اور گنجان باغ پیدا کریں (سورہ نبا)

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ o اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا o ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا o فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا o وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا o وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا o وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا o وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا o مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ (سورہ عبس آیت ۲۴ تا ۳۲ پ ۳۰)

﴿ترجمہ﴾ سو انسان کو چاہئے کہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے کہ ہم نے عجیب طور پر پانی برسایا پھر عجیب طور پر زمین کو پھاڑا پھر ہم نے اس میں غلّہ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغ اور میوے اور چارہ پیدا کیا (بعضی چیزیں) تمہارے اور (بعضی چیزیں) تمہارے مواشی (جانوروں) کے فائدے کے لئے (عبس)

فائدہ: ایک گھاس کے تنکے کی کیا طاقت تھی کہ زمین کو چیر پھاڑ کر باہر نکل آتا، یہ قدرت کا ہاتھ ہے جو زمین کو پھاڑ کر اس سے طرح طرح کے غلّے، پھل اور سبزے، ترکاریاں وغیرہ باہر نکالتا ہے (تفسیر عثمانی)

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ o فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ o وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ (سورہ مؤمنون آیت ۱۷ تا ۲۰ پ ۱۸) ﴿ترجمہ﴾ اور ہم نے آسمان (کی طرف) سے (مناسب) مقدار کے ساتھ پانی برسایا، پھر ہم نے اس کو (مدّت تک) زمین میں ٹھہرایا اور ہم اس (پانی) کے معدوم (اور ختم) کر دینے پر (بھی) قادر ہیں۔ پھر ہم نے اس (پانی) کے ذریعہ سے باغ پیدا کئے کھجوروں کے اور انگوروں کے، تمہارے واسطے ان میں بکثرت میوے بھی ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو اور (اسی پانی سے) ایک (زیتون کا) درخت بھی (ہم نے پیدا کیا) جو کہ طورِ سیناء میں (بکثرت) پیدا ہوتا ہے جو اُگتا ہے تیل لئے ہوئے اور کھانے والوں کے لئے سالن لئے ہوئے (سورہ مؤمنون)

فائدہ: بارش کا پانی زمین اپنے اندر جذب کر لیتی ہے جس کو کنواں وغیرہ کھود کر نکال لیتے ہیں اور ہم اس پانی کو زمین کے اندر اتارنا نہ چاہیں تو نہ اتاریں اور اتارنے کے بعد بھی تم کو اس سے نفع حاصل کرنے کی دسترس نہ دیں مثلاً اس قدر گہرا کر دیں کہ تم نکالنے میں کامیاب نہ ہو سکو، یا خشک کر کے ہوا میں اڑا دیں،

یا کھاری اور کڑوا کر دیں، تو ہم یہ سب کچھ کر سکتے ہیں (تفسیر عثمانی بتغیر)

قیامت کے دن پانی کی نعمت کا سوال

گذشتہ تفصیل سے پانی کی اہمیت، اس کی قدر و قیمت اور اس کا عظیم نعمت و دولت ہونا واضح ہو چکا۔ اور قیامت کے دن ہر نعمت کے بارے میں سوال اور باز پرس ہوگی، اور جتنی بڑی نعمت ہوگی اسی قدر اس سے متعلق باز پرس بھی ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ (سورہ تکاثر آیت ۸ پ ۳۰)

﴿ترجمہ﴾ تم سے قیامت کے دن (اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی) نعمتوں کے متعلق باز پرس ہوگی (تکاثر)

باز پرس یہ ہوگی کہ تم نے ان نعمتوں کا کیا شکر اور کیا حق ادا کیا اور ان نعمتوں کو کب، کس جگہ، کس طرح، کس لئے اور کتنا خرچ کیا، اور تم نے ان نعمتوں کے بعد ان کی عظمت کو پہچانا یا نہیں؟ تم نے ان نعمتوں کے دینے والے کی محبت اور اطاعت کا جذبہ دل میں محسوس کیا کہ نہیں اور تم ان نعمتوں کے دینے والے کی ناراضگی سے ڈرے یا نہیں؟

حدیث: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَوَّلَ مَايُسْأَلُ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَعْنِى الْعَبْدَ مِنَ النَّعِيْمِ اَنْ يُّقَالَ لَهٗ اَلَمْ نُصِحَّ جِسْمَكَ وَنُرَوِّكَ مِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ (ترمذی فی التفسیر، ابن حبان، مشکوٰۃ)

﴿ترجمہ﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے دن انسان سے نعمتوں میں سب

سے پہلے یہ سوال ہوگا کہ کیا ہم نے تجھے تن درستی نہیں دی تھی اور کیا ہم نے تجھے پینے کے لئے ٹھنڈا پانی نہیں دیا تھا؟ (ترمذی ابن حبان، مشکوٰۃ)

فائدہ: یہ سوال بڑا مشکل اور کٹھن ہوگا۔ وہ لوگ بہت بڑے بد بخت ہیں جو اللہ کی نعمتوں پر پلتے اور بڑھتے ہیں اور اوپر سے نیچے تک اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، پیاس لگتی ہے تو غٹا غٹ ٹھنڈا پانی پی جاتے ہیں، گرمی لگتی ہے تو فوراً نہا لیتے ہیں لیکن ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف ذرہ برابر دھیان نہیں ہوتا نہ نعمتوں پر غور کرتے نہ نعمت دینے والے کی طرف متوجہ ہوتے بلکہ الٹا نافرمانی پر اُتر آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے اور بے قدری پر کمر باندھے رکھتے ہیں، آخرت میں وہ کیسے جواب دے سکیں گے؟

ایک پیالہ کی قیمت پانچ سو برس کی خالص عبادت

حدیث میں بنی اسرائیل کے ایک عابد و زاہد شخص کا واقعہ نقل کیا گیا ہے۔ یہ حدیث علاّمہ جَلالُ الدِّین سُیُوطی رَحِمَہُ اللہ نے نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عابد و زاہد شخص تھا۔ رات دن اللہ کی عبادت کرتا تھا چونکہ صاحبِ عیال تھا اس لئے کمانے کا بھی کچھ مشغلہ تھا۔ مگر اس کا دل چاہتا تھا کہ یہ سب کچھ نہ ہو۔ بس ہر وقت عبادت ہی میں لگا رہوں، مگر سوچتا کہ بیوی بچوں کا کیا کرے، بہر حال ایک دن اُسے جذبہ آیا اور ساری تجارت و دولت کو اس نے بیوی اور بچوں کے نام کیا اور خود فارغ ہو گیا اور سب سے رخصت ہو کر سمندر کے بیچ میں پہنچ گیا وہاں ایک ٹیلہ تھا اس میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی باندھی کہ اب ہر وقت اس میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت میں مصروف رہوں گا۔ ان مذاہب میں رہبانیت جائز تھی یعنی ساری دنیا کو آدمی چھوڑ چھاڑ کر ایک طرف جا بیٹھے، اسلام

نے اس کی اجازت نہیں دی ۔ یہ شخص اپنے مذہب کے مطابق جا کر بیٹھ گیا۔ گویا اس نے بڑی بھاری عبادت کی ۔ چونکہ مخلص تھا اور صاحبِ دل تھا اس لئے اس سمندر کے بیچ والے ٹیلے پر جہاں نہ کوئی جہاز آ سکے اور نہ کوئی کشتی وغیرہ جا سکے حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہاں ایک میٹھا چشمہ جاری کر دیا اور اسی پہاڑی پر ایک انار کا درخت اُگا دیا، اس عابد کا کام یہ تھا کہ روزانہ ایک انار کھا لیا اور پانی پی لیا، پانچ سو برس اسی شان سے گزرے اس نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ! یہ تیرا فضل تھا کہ تو نے مجھے عبادت میں لگایا اب میری خواہش ہے کہ مجھے سجدے کی حالت میں موت دیجئے تا کہ میرا خاتمہ عبادت کے اوپر ہو اور دوسری درخواست یہ ہے کہ سجدے کے حال میں میرے بدن کو قیامت تک محفوظ رکھیئے ، نہ زمین کھائے اور نہ کیڑے مکوڑے کھائیں تا کہ قیامت تک میں تیرا عبادت گزار بندہ ہی سمجھا جاؤں ، حق تعالیٰ نے اس کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں ۔ عین نماز کے اندر سجدے کی حالت میں انتقال ہوا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ آج تک اس کا بدن محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ لیکن حق تعالیٰ نے اس ٹیلے کے اوپر بڑے بڑے گنجان درخت ایسے اگا دیے ہیں کہ وہاں تک جاتے ہوئے ہیبت کھاتے ہیں اس لئے وہاں کوئی نہیں جاتا، اسی حالت میں حق تعالیٰ کے سامنے اس کی پیشی ہوگی ۔ حق تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے بندے میں نے اپنے فضل وکرم سے تجھے بخشا اور تجھے بڑے مقامات دیے جنت میں جا! وہ بندہ عرض کرے گا کہ اے اللہ میں نے تو اتنی لمبی عمر تیری عبادت میں گزاری پھر بھی تیرے فضل سے جنت میں جاؤں گا میں تو اپنی عبادت کے بدلے جنت میں جا رہا ہوں۔ میری عبادت کس کام آئے گی ؟ تو حکم ہوگا اسے جہنم کے قریب

لے جا کر کھڑا کر دو۔ اور اسے اتنی دور رکھو کہ جہنم کا راستہ وہاں سے پانچ سو برس کا ہو۔ حکم کی تعمیل کی جائے گی ، جہنم کی طرف سے ایک گرم ہَوا اور آگ کی لپٹ آئے گی اس کی وجہ سے وہ سر سے پاؤں تک خشک ہو جائے گا اور اس کی زبان پر کانٹے کھڑے ہو جائیں گے اور پیاس پیاس چلاّ نا شروع کریگا اس وقت غیبی ہاتھ ظاہر ہوگا جس میں ٹھنڈے پانی کا ایک کٹورہ ہوگا۔ یہ عابد دوڑے گا کہ اے اللہ کے بندے ! یہ پانی مجھے دے دے ، میں بالکل مرنے کے حال میں ہوں ۔ آواز آئے گی کہ کٹورہ تو ملے گا مگر اس کی قیمت ہے مفت نہیں ملے گا۔ وہ پوچھے گا کہ اس کی کیا قیمت ہے۔ کہا جائے گا کہ جس نے خالص پانچ سو برس کی عبادت کی ہو وہ کوئی پیش کرے تو یہ کٹورہ پانی کا مل سکتا ہے۔ عابد کہے گا کہ میرے پاس پانچ سو برس کی عبادت ہے۔ وہ اس عبادت کو پیش کر دے گا اور وہ کٹورہ لے کر پانی پی لے گا تو کچھ جان میں جان آ جائیگی ۔ حق تعالیٰ کہیں گے کہ اسے واپس لاؤ ، پھر اس کی پیشی ہوگی حق تعالیٰ دریافت فرمائیں گے کہ اے بندے تیری پانچ سو برس کی عبادت کے صلے میں تو ہم آزاد ہو گئے پانچ سو برس کی عبادت کے بدلے ایک کٹورہ پانی لے لیا اور یہ قیمت تو نے خود تجویز کی لہٰذا اب تو برابر سرابر ہو گیا۔ اب ہمارے ذمے کچھ نہیں تجھے تیری عبادت کا صلہ مل گیا، اب وہ جو تُو نے لاکھوں دانے انار کے کھائے ہیں ایک ایک دانے کا حساب دے دے اس کے بدلے میں کتنی نمازیں پڑھی ہیں ۔ کتنے سجدے کئے ہیں اور وہ جو ہزاروں پانی کے کٹورے پیئے ہیں ایک ایک قطرے کا حساب دے دے اور وہ جو تیری آنکھوں میں ہم نے روشنی دی تھی اور تا حدِ نگاہ سے ایک ایک چیز کو دیکھتا تھا ایک ایک کا حساب دے دے کہ اس کے بدلے میں کتنی عبادتیں لے کر آیا ہے

پانچ سو برس کی عبادت کا بدلہ تو ایک کٹورہ پانی ہوگیا۔ اب جو دوسری نعمتیں استعمال کی ہیں ان کا حساب دے دے یہ عابد تھرا جائیگا اور کہے گا کہ بے شک اے اللہ نجات آپ ہی کے فضل سے ہوگی (منتخب تقاریر فضائل تقویٰ ص ۳۱ بتغیر از حکیم الاسلام رحمہ اللہ)

بارش و پانی کی کمی کے اسباب

بارش و پانی کی کمی عذابِ الٰہی

آج دوسری پریشانیوں اور مصیبتوں کے ساتھ ساتھ خشک سالی، بارش و پانی کی کمی کی وباء بھی ہم لوگوں پر روز بروز اس طرح مسلط ہورہی ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں اوپر سے بارانِ رحمت کا نزول رُکا ہوا ہے، زمین میں پانی کی سطح آہستہ آہستہ نیچے جارہی ہے، ہزاروں تدبیریں اس کے دور کرنے کی کی جاتی ہیں لیکن موٴثر طریقہ پرکارگرنہیں ہورہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہٗ کوئی وبال کسی گناہ پر اتاردیں، دنیا میں کسی کی طاقت نہیں کہ اس کو ہٹادے، پانی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے، اوراس پر اسی کا حکم چلتا ہے وہ جب چاہے پانی کی زیادتی کی صورت میں مخلوق کو عذاب میں مبتلا کردے اور جب چاہے پانی کو روک دے کسی کی کیا مجال ہے کہ اس کے حکم میں مداخلت کرے۔ وہ کون ذات ہے جس نے پانی کو آسمان سے برسنے اور زمین سے اُبلنے کا حکم دے کر طوفانِ نوح میں ساری دنیا کو غرق کردیا سوائے کشتی میں سوار مومنوں کے۔ ایک مدت تک اس قدر پانی برسا گویا آسمان کے دھانے کھل گئے۔ اور زمین کے پردے پھٹ پڑے۔ درخت اور پہاڑیاں تک پانی میں چھپ گئیں۔ اصحابِ سفینہ کے سوا تمام لوگ

جن کے حق میں نوح علیہ السلام نے دعاء کی تھی۔ ''رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا'' (سورہ نوح) غرق ہوگئے۔ اُس وقت خداوندِ قدوس نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نگل جا! اور بادل کو فرمایا کہ تھم جا! پھر کیا مجال تھی کہ دونوں اس کے امتثالِ حکم میں ایک لمحہ کی تاخیر کرتے۔ چنانچہ پانی خشک ہونا شروع ہوگیا (تفسیر عثمانی) اسی کو فرماتے ہیں:

یٰٓاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَکِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ (سورہ ھود آیت ۴۴ پ ۱۲) ﴿ترجمہ﴾ اور (جب کفار سب غرق ہوگئے تو) حکم ہوگیا کہ اے زمین اپنا پانی (جو کہ تیری سطح پر موجود ہے) نگل جا اور اے آسمان (برسنے سے) تھم جا (چنانچہ دونوں امر واقع ہوگئے) اور پانی گھٹ گیا اور قصہ ختم ہوا (سورہ ہود)

وہ کون ذات ہے جس نے بنی اسرائیل کو دریا سے صحیح سلامت گزار دیا اور فرعون کو اس کے لشکر سمیت اسی پانی میں غرق کردیا:

وَاِذْفَرَقْنَا بِکُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰکُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ (سورہ بقرہ آیت ۵۰ پ ۱) ﴿ترجمہ﴾ جب کہ شق کردیا (یعنی پھاڑ دیا) ہم نے تمہاری وجہ سے دریائے شور کو پھر ہم نے (ڈوبنے سے) بچالیا تم کو اور غرق کردیا متعلقینِ فرعون کو (مع فرعون کے) (سورہ بقرہ)

فَانْفَلَقَ فَکَانَ کُلُّ فِرْقٍ کَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ج (شعراء آیت ۶۳ پ ۱۹) ﴿ترجمہ﴾ وہ (دریا) پھٹ گیا اور ہر حصہ اتنا (بڑا) تھا جیسا بڑا پہاڑ (سورہ شعراء)

دریا پھٹ کر کئی حصے ہوگیا اور پانی کئی جگہ سے اِدھر اُدھر ہٹ کر بیچ میں چند سڑکیں

کھل گئیں اور یہ لوگ امن اور اطمینان کے ساتھ دریا سے پار ہو گئے، فرعون اور فرعونی بھی دریا کے نزدیک پہنچے اور دریا اس وقت تک اسی حال پر ٹھہرا ہوا تھا اس لئے کھلے ہوئے رستے کو غنیمت سمجھا اور آگا پیچھا کچھ سوچا نہیں جب سارا لشکر اندر گھس گیا تو چاروں طرف سے پانی سمٹنا شروع ہوا اور سب کو غرق کر دیا اس طرح سارے لشکر کا کام تمام ہوا (بیان القرآن بتغیر)

وہ کون ذات ہے جس نے بنی اسرائیل کے لئے پتھر سے بارہ چشمے جاری کر دیئے۔ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ط (سورہ بقرہ آیت ۶۰ پ ۱)

اور آسمان سے منّ وسلویٰ نازل کیا۔ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى (سورہ بقرہ آیت ۵۷ پ ۱)

جو چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلط ہے وہ تو اسی کے ہٹانے سے ہٹ سکتی ہے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ

(سورہ ملک آیت ۳۰ پ ۲۹) ﴿ترجمہ﴾ آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ اگر تمہارا پانی نیچے کو غائب (اور خشک) ہی ہو جاوے، پھر کون ہے جو تمہارے پاس نتھرا (صاف وستھرا) پانی لائے؟ (سورہ ملک)

زندگی اور ہلاکت کے سب اسباب اسی اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ پانی جس سے ہر چیز کی زندگی ہے، اگر فرض کرو! چشموں اور کنوؤں کا پانی خشک ہو کر زمین کے اندر اتر جائے جیسا کہ اکثر موسمِ گرما میں پیش آجاتا ہے، تو کس کی قدرت ہے کہ موتی کی طرح صاف شفاف پانی اس قدر کثیر مقدار میں مہیا کر دے جو تمہاری زندگی اور بقاء کے لئے کافی ہو (تفسیر عثمانی بتغیر)

اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ○ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ

نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ○ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ

(سورہ واقعہ آیت ۶۸ تا ۷۰ پ ۲۷) ﴿ترجمہ﴾ بھلا دیکھو تو پانی کو جو تم پیتے ہو کیا تم نے اتارا اس کو بادل سے یا ہم ہیں اتارنے والے اگر ہم چاہیں تو اس کو کڑوا کر ڈالیں سو تم شکر (احسان) کیوں نہیں مانتے (واقعہ)

یعنی بارش بھی ہمارے حکم سے آتی ہے اور زمین کے خزانوں میں وہ پانی ہم ہی جمع کرتے ہیں۔ تم کو کیا قدرت تھی کہ پانی بنا لیتے یا خوشامد اور زبردستی کر کے بادل سے چھین لیتے۔ ہم چاہیں تو اس پانی کو تم سے روک دیں یا میٹھے پانی کو بدل کر کھاری، کڑوا بنا دیں جو نہ پی سکو نہ کھیتی کے کام آئے، پھر احسان نہیں مانتے کہ ہم نے میٹھے پانی کے کتنے خزانے تمہارے ہاتھ میں دے رکھے ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم ﷺ پانی پی کر فرماتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَقَانَا عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ يَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا (ابن کثیر)

یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں صاف ستھرا پانی اپنی رحمت سے پلایا اور اس کو ہمارے گناہوں کی نحوست سے کھاری اور کڑوا نہیں بنا دیا (تفسیر عثمانی باضافہ)

پھر جب اللہ تعالیٰ نے خود ہی اُس مرض کے ختم ہونے کا علاج بھی بتلا دیا ہو تو اس کو چھوڑ کر اپنی طرف سے لاکھ تدبیریں کیجئے، ہزاروں قانون بنایئے وہ مرض اس طرح دور ہونے والا نہیں ہے۔ ہم لوگ ان مرضوں کے اسباب خود پیدا کرتے ہیں اور اس پر روتے ہیں کہ مرض روز بروز بڑھ رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی تشخیص اور اس کے بتلائے ہوئے علاج کو اختیار نہیں کرتے، یہ کہاں کی عقلمندی ہے؟

پہلا سبب: گناہوں کا ارتکاب

اس دنیا میں جو حوادثات اور آفات و بلیات آتے ہیں ان پر اُمَّت کو آگاہ کر دیا گیا تھا۔ حضور ﷺ نے تو اطلاع دیدی تھی کہ جب میری قوم میں گناہ عام ہو جائیں گے تو آفات اور بلاؤں میں پھنس جائے گی، اس وقت سُرخ آندھیاں، بارش کا رُک جانا، زلزلوں کا آنا، طوفان کا آجانا، زمینوں میں دھنس جانا، صورتوں کا مسخ ہو جانا، آسمان سے پتھر برسنا، دشمنوں کا غلبہ اور مسلمانوں پر ان کا مُسلَّط ہو جانا، طاعون اور قتل و غارت گری کا عام ہو جانا، دلوں کا مرعوب ہو جانا اور دلوں پر خوف غالب ہو جانا، نیک لوگوں کی بھی دعاؤں کا قبول نہ ہونا، اور اس قسم کی دوسری آفات پے در پے آئیں گی، یہ سب باتیں حضور ﷺ نے چودہ سو برس پہلے بتلا دی تھیں، اور ہم لوگ اب ان کے تجربے اور مشاہدے بھی کر رہے ہیں، اور یہ ارشادات و فرمودات ایسے حرف بحرف سامنے آرہے ہیں کہ ذرا بھی فرق نہیں ہو رہا۔ کاش کہ ہم لوگ حضور ﷺ جیسے شفیق پیغمبر کے ارشادات کی قدر کر لیتے جو صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ ساری مخلوقات کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے، اور ان اصولوں پر عمل کرنا سارے عالَم کے لئے دنیا کے اعتبار سے بھی فائدہ کی چیز ہے مگر جب خود مسلمان اپنے اسلامی دعوؤں کے باوجود ان کی قدر نہ کریں تو دوسروں پر کیا الزام ہے؟ اور دوسروں کو کیا خبر کہ اللہ تعالیٰ کی مُبارک رحمت نے دنیوی آفات سے بھی بچنے کے لئے کیسی کیسی زرین ہدایات ارشاد فرمائی ہیں۔؟ اب بھی اگر ان ہدایات کو مضبوطی سے پکڑ لیا جائے تو دنیا کو مصائب سے نجات مل جائے (فضائل صدقات حصہ اول بتغیر و اضافہ)

گناہوں کا سیلاب

آج کے اس دور میں گناہوں کا اتنا بڑا سیلاب معاشرے کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے۔ جن میں گروہ کے گروہ غرق ہوئے نظر آتے ہیں عقائد کا شعبہ ہو یا عبادات کا، معاملات کا شعبہ ہو یا معاشرت کا، سیاست کا شعبہ ہو یا اخلاق کا، ایک شعبہ بھی ایسا بچا ہوا نہیں کہ جس کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ اس دور میں جو گناہ امت کے عمومی افراد کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہیں ان کی فہرست بہت لمبی ہے، جب گناہوں کی طرف نظر دوڑائی جاتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ شاید کوئی گناہ ایسا نہیں جو بچا رہ گیا ہو۔ عقائد پر نظر کی جاتی ہے تو ارتداد و الحاد اور زندقہ تک نوبت پہنچی ہوئی نظر آتی ہے، شرک و بدعات کو شمار کیا جائے تو دفتر سیاہ ہو جائیں۔ سب سے اہم فریضے نماز کو لیا جائے تو پانچ فیصدی بھی تعداد نماز کی پابند ڈھونڈے سے نہیں ملتی، صحیح صحیح زکوٰۃ ادا کرنے والے خال خال نظر آتے ہیں۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کی عمومی ذمہ داری سے ذمہ دار بھی غافل نظر آتے ہیں، جہاد و قتال کو فساد اور دہشت گردی سمجھ لیا گیا ہے اور دنیا کی محبت اور موت سے کراہیت کی وجہ سے عمومی اعراض کا مرض پیدا ہو گیا ہے، جادو ٹونا عام ہو چکا ہے، جھوٹے پیروں، فقیروں اور نجومیوں کے پاس باری کا وقت نہیں ملتا، مال کی محبت نے دلوں میں گھر کر لیا ہے، دین میں رائے زنی اور آزادی بہترین مشغلہ شمار کیا جانے لگا ہے، بے حیائی بے پردگی، بدنظری، فیشن پرستی کی وبا عام ہو چکی ہے۔ ٹیوی۔ وی سی آر، کیبل، موسیقی، فلموں کا بھوت قوم کے اوپر جنون کی حد تک سوار ہو چکا ہے، جہاں دیکھو عورتوں مردوں کا اختلاط نظر آتا ہے، قیمتی اوقات کو ضائع کرنا ایک کھیل و تفریح بن گیا ہے، اسلامی وضع قطع اور حلیہ والے مسلمان کا

ڈھونڈے سے دستیاب ہونا مشکل ہوگیا ہے، انشورنس ، انعامی بانڈ، سُود اور جوئے پر مشتمل مختلف اسکیمیں آئے دن نئی نئی شکلوں میں جنم لے رہی ہیں، رشوت کو تحفہ اور اپنی فیس سمجھ کر حلال مال شمار کیا جانے لگا ہے جھوٹ ، وعدہ خلافی ، ایذا رسانی کے گناہوں نے فرد فرد کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے، تکبُّر ، غیبت وحسد دِکھلاوا، حبِّ مال اور مختلف رسوم ورواجوں نے دلوں اور گھروں میں ڈیرے جمائے ہوئے ہیں۔ایسے حالات میں اُوپر سے خیر کے فیصلے ہونے کی کیا توقع کی جاسکتی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ (شوری آیت ۳۰ پ ۲۵) ﴿ترجمه﴾ اور تم کو (اے گنہگارو) جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے) اور بہت سی تو درگذر ہی کر دیتا ہے (سورہ شوریٰ)

ایک موقع پر ارشاد ہے:

وَلَوْيُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَاتَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ (سورہ فاطر آیت ۴۵ پ ۲۲) ﴿ترجمه﴾ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب پکڑ کرے تو نہ چھوڑے روئے زمین پر ایک بھی ہلنے چلنے والا (سورہ فاطر)

معلوم ہوا کہ لوگوں کے ہر ہر گناہ پر اگر اللہ تعالیٰ گرفت شروع کردے تو کوئی جاندار زمین میں باقی نہ رہے (تفسیر عثمانی بتغیر)

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِىْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (روم آیت ۴۱ پ ۲۱)

﴿ترجمہ﴾ خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھادے (اور) تاکہ وہ باز آجاویں (سورہ روم)

بعض اعمال کا مطلب یہی ہے کہ اگر سب پر سزائیں مرتب ہوں تو ایک لمحہ کے لئے بھی زندہ نہ رہیں (بیان القرآن بتغیر)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دوشخصوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے ایک شخص کے دو بڑے پھلوں کے باغ تھے اور دونوں باغوں کے درمیان کھیتی باڑی بھی تھی لیکن وہ کفر، تکبر اور اتراہٹ میں مبتلاء تھا جس پر دوسرے شخص نے جو کہ اللہ والا تھا اس سے دورانِ گفتگو کہا:

وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ○ اَوْيُصْبِحَ مَآءُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا (کہف آیت ۴۱،۴۰ پ ۱۵)

﴿ترجمہ﴾ کہ (میرا رب) اس (تیرے باغ) پر کوئی تقدیری آفت آسمان سے بھیج دے جس سے وہ باغ اچانک ایک صاف میدان ہوکر رہ جاوے۔اس سے اس کا پانی بالکل اندر (زمین میں) اُتر (کر خشک ہو) جاوے پھر تو اس (کو حاصل کرنے) کی کوشش بھی نہ کرسکے (کہف)

یعنی ایک گرم بگولا اُٹھے یا اور کوئی آفت سماوی نازل ہو جو تیرے تکبُّر وتجبُّر کی سزا میں باغ کو تہس نہس کر کے صاف چٹیل میدان بنادے یا نہر کا پانی خشک ہوکر رہ جائے پھر باوجود کوشش کے جاری نہ ہو (تفسیر عثمانی) اور پھر یہی ہوا کہ آفت سماوی نے اسے گھیر لیا اور سب تہس نہس ہوگیا۔معلوم ہوا کہ تکبر واتراہٹ اور گناہوں سے باغات اور فصلوں میں بے برکتی آتی ہے اور پانی کا قحط ہوجاتا ہے۔

حدیث: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم (فِیْ طَوِیْلِ الْحَدِیْثِ) وَلَمْ یَمْنَعُوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِھِمْ اِلَّا مُنِعُوْا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ وَلَوْلَا الْبَھَآئِمُ لَمْ یُمْطَرُوْا (ابن ماجه فى الفتن واللفظ لهٗ والبزار والبيهقى، الترغيب والترهيب ج ۱ ص ۳۰۹)

﴿ترجمہ﴾ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ایک لمبی حدیث میں) نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کوئی قوم اپنے مالوں کی زکوٰۃ روک دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُن پر آسمان سے بارش کے قطرے روک دیتے ہیں اور اگر جانور نہ ہوتے تو ان سے بالکل ہی بارش روک دی جاتی (ابن ماجہ، بیہقی، بزار، ترغیب وترہیب)

حدیث: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ....وَلَا مَنَعُوْا الزَّکٰوۃَ اِلَّا حُبِسَ عَنْھُمُ الْقَطْرُ وَلَا طَفَّفُوْا الْمِکْیَالَ اِلَّا حُبِسَ عَنْھُمُ النَّبَاتُ وَاُخِذُوْا بِالسِّنِیْنَ اِلٰخ

رواه الطبرانى فى الكبير وسنده قريب من الحسن ولهٗ شواهد (الترغيب والترهيب فى الصدقات ج ۱ ص ۳۱۰)

﴿ترجمہ﴾ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ....اور جو قوم زکوٰۃ روکے گی اس سے بارش روک لی جائے گی اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی اس سے فصل کی پیداوار روک لی جائے گی اور ان کو قحط سالی میں مبتلا کیا جائے گا (طبرانی، الترغیب والترہیب)

معلوم ہوا کہ گناہوں کی بدولت پانی اور فصل کی کمی کا عذاب مسلط کیا جاتا ہے۔

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ رب العزت فرماتے ہیں کہ اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان پر رات کو بارش نازل کروں اور دن میں ان پر سورج نکالوں (تاکہ وہ اپنے کام کاج کریں) اور وہ کڑک کی آواز نہ سنیں (احمد)

دوسرا سبب: پانی کی ناشکری اور بے قدری

مَایَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (نساء آیت ۱۴۷ پ ۵)

﴿ترجمہ﴾ کیا کرے گا اللہ تم کو عذاب کرکے اگر تم شکر کرو گے اور ایمان والے بن جاؤ گے (سورہ نساء)

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کو ممنونیت کے ساتھ مانے گا اور شکرگزاری کرے گا اور اس پر یقین رکھے گا تو اللہ عادل، رحیم کو ایسے شخص پر عذاب کرنے سے کوئی تعلق نہیں، یعنی ایسے شخص کو ہرگز عذاب نہ دے گا، وہ تو سرکش اور نافرمانوں کو عذاب دیتا ہے (تفسیر عثمانی بتغیر) اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بے جا اڑانا اور خرچ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کی بہت بڑی ناشکری اور بے قدری ہے اور فضول خرچی بھی ہے، فضول خرچی کے معنٰی کو قرآنِ حکیم نے دو لفظوں سے تعبیر فرمایا ہے، ایک ''تبذیر'' اور دوسرے ''اسراف''۔ اسراف کے معنٰی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں اور اس کا ایک شعبہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بے جا اور بے محل و بے موقع استعمال و خرچ کرنا بھی ہے۔ بعض حضرات نے فرمایا کہ اسراف اور تبذیر دونوں ہم معنٰی ہیں کسی گناہ یا بے موقع بے محل اللہ کی نعمت کے خرچ کرنے کو تبذیر اور اسراف کہا جاتا ہے خواہ تھوڑی خرچ کی جائے یا زیادہ اور بعض حضرات نے یہ تفصیل کی ہے کہ کسی گناہ یا بالکل بے موقع بے محل خرچ کرنے کو تبذیر کہتے ہیں اور جہاں خرچ کرنے کا جائز موقع تو ہو مگر ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے وہ اسراف ہے،

تبذیر اسراف سے زیادہ سخت ہے لیکن اسراف کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ محبوب نہیں رکھتے (معارف القرآن بتغیر)

اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۷ پ ۱۵)

﴿ترجمہ﴾ بے شک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں، اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے (بنی اسرائیل)

معلوم ہوا کہ اللہ کی نعمت کو بے جا خرچ کرنا ناشکری ہے جو شیطان کے بہکانے سے واقع ہوتی ہے ۔تبذیر کرنے والوں کو جو شیطان کا بھائی قرار دیا گیا ہے مفسرینِ کرام نے اس کے تین مطلب بیان فرمائے ہیں (۱) ایک مطلب یہ ہے کہ تبذیر کا گناہ کرنے والے شیاطین کی طرح صفات میں ان کے مشابہ اور ہم مثل ہیں، اور ان کی بری صفات میں تبذیر بھی داخل ہے (۲) دوسرا مطلب یہ ہے کہ تبذیر کا گناہ کرنے والے ان گناہوں میں شیاطین کے دوست اور تابعدار ہیں (۳) تیسرا مطلب یہ ہے کہ تبذیر کرنے والے جہنم میں شیاطین کے ہمراہ اور ان کے ساتھی ہوں گے (العیاذ باللہ) (تفسیر روح المعانی) بہرحال جو مطلب بھی لیں اللہ کی عطا کی ہوئی نعمتوں کا غلط اور بے موقع بے محل استعمال بلاشبہ گناہ ہے اور شیطانی فعل ہے، جس سے ہر مسلمان کو بچنا چاہئے اور جو گناہ ہو چکا اس سے توبہ کرنی چاہئیے ۔

وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورہ انعام آیت ۱۴۱ پ ۸)

---

۱ "السنين" جمع سنة وهى العام المقحط الذى لم تنبت الارض فيه شيئاً سواء وقع قطر اولم يقع (الترغيب والترهيب ج ۱ ص ۳۱۰)

﴿ترجمہ﴾ اور بے جا خرچ نہ کرو، بلاشبہ وہ (اللہ تعالیٰ) پسند نہیں کرتا بے جا خرچ کرنے والوں کو (سورہ انعام)

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ج اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورہ اعراف آیت ۳۱ پ ۸) ﴿ترجمہ﴾ اور کھاؤ پیو اور بے جا خرچ نہ کرو، بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) پسند نہیں کرتا بے جا خرچ کرنے والوں کو (اعراف)

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (سورہ فرقان آیت ۶۷ پ ۱۹)

﴿ترجمہ﴾ اور وہ لوگ (رحمٰن کے خاص بندے) جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں، اور ان کا خرچ کرنا اس (کمی زیادتی) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے (موقع دیکھ بھال کر میانہ روی کے ساتھ خرچ کرتے ہیں) (سورہ فرقان)

اللہ تعالیٰ کی ناشکری کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی نعمتوں کو اس کی نافرمانی اور ناجائز کاموں میں خرچ کرے یا اس کے فرائض وواجبات کی ادائیگی میں سستی کرے کیونکہ شکر صرف زبان سے الفاظ ادا کرنے کا نام نہیں بلکہ یہ شکر کی ایک قسم ہے جس کو شکر لسانی کہتے ہیں، شکر کی ایک قسم عملی شکر ہے یعنی اس نعمت کو صحیح صحیح استعمال اور خرچ کرنا۔نعمت کی ناشکری کا شدید عذاب دنیا میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ نعمت سلب ہوجائے یا ایسی مصیبت میں گرفتار ہوجائے کہ نعمت کا فائدہ نہ اٹھا سکے اور آخرت میں بھی عذاب میں گرفتار ہو (معارف القرآن بتغیر)

گزشتہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ پانی کو (جو کہ اللہ کی عظیم نعمت ہے) بے جا خرچ اور فضول ضائع کرنے سے اس نعمت کی ناشکری لازم آتی ہے جو کہ مستقل گناہ ہے

اور اس کا عذاب اس شکل میں بھی سامنے آتا ہے کہ اس نعمت سے محرومی اور اس میں بے برکتی پیدا ہوتی ہے اور آج کل پانی کی نعمت کی ناشکری اور بے قدری انتہاء کو پہنچی ہوئی ہے اور اسراف وتبذیر کا گناہ بھی پانی میں عام ہے۔

پانی کی بے قدری کی مختلف صورتیں

☆ آنحضرت ﷺ نے وضو کرتے وقت بھی پانی احتیاط کے ساتھ خرچ کرنے کی اتنی تاکید فرمائی ہے کہ ایک حدیث میں ہے:

اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرْفُ؟ فَقَالَ ! اَفِی الْوُضُوْءِ اِسْرَافٌ ؟ قَالَ نَعَمْ ، وَاِنْ كُنْتَ عَلٰی نَهْرٍ جَارٍ (ابن ماجه فی الطهارة، مسند احمد) ﴿ترجمه﴾ بے شک رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے اور حضرت سعد اس وقت وضو کررہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے (ان کو دیکھ کر) فرمایا یہ کیا فضول خرچی ہے؟ اس پر حضرت سعد نے عرض کیا کہ کیا وضو میں بھی فضول خرچی ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بے شک (وضو میں بھی فضول خرچی ہوتی ہے) اگرچہ تم کسی بہتے ہوئے دریا پر بھی ہو (ابن ماجہ، مسند احمد)

غور کرنے کی بات ہے کہ جو شخص کسی بہتے ہوئے دریا سے وضو کررہا ہے اسے پانی کی کمی کا کوئی خدشہ نہیں ہوسکتا لیکن آنحضرت ﷺ نے اسے بھی پانی احتیاط کے ساتھ استعمال وخرچ کرنے کا پابند فرمادیا۔ کیونکہ اول تو ایک شخص کو جب پانی فضول بہانے کی عادت ہوجاتی ہے تو وہ پانی کے کمی کے موقع پر بھی فضول خرچی سے باز نہیں آسکتا، جبل گردد، جبلت نہ گردد۔ دوسرے جب کسی قوم یا فرد کا

مزاج اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو بے دریغ استعمال کرنے کا بن جائے تو اس کے لئے بہتے ہوئے دریا بھی کافی نہیں ہوسکتے۔ جب بہتے ہوئے دریا سے وضو کرتے وقت پانی استعمال کرنے کی اتنی احتیاط کا حکم ہے تو دوسرے مواقع پر تو بدرجہ اولیٰ اس کی تاکید ہوگی۔ مگر حضور ﷺ کے ارشادات اور تمام فرمودات کو نظر انداز کرکے آج پانی میں اسراف اور تبذیر کا گناہ عام ہے۔ جس کی چند مثالیں یہ ہیں

☆ آج کل وضو وغیرہ کے لئے پہلے زمانے کی طرح عموماً لوٹے وغیرہ میں پانی لینے اور کنویں اور نلکے وغیرہ سے پانی کھینچنے کی ضرورت نہیں پیش آتی بلکہ گھروں، دفتروں اور مسجدوں وغیرہ میں عام طور پر ٹونٹیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں جن سے مسلسل پانی آتا رہتا ہے اور اس میں وضو کرنے یا منہ ہاتھ وغیرہ دھونے والے کو یہ خیال بھی نہیں آتا کہ جہاں ایک لوٹے پانی سے وضو وغیرہ ہوسکتا تھا وہاں کتنے لوٹے پانی خرچ ہوگیا ہے، شروع میں ایک مرتبہ ٹونٹی بھرپور انداز میں کھول دی جاتی ہے اور پھر بند کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جاتی اور آخر تک تسلسل کے ساتھ پانی فضول بہتا رہتا ہے۔ ہاتھ دھو رہے ہوں تو پانی چل رہا ہے، کلی کررہے ہوں تو پانی بہہ رہا ہے، مسواک ہو رہی ہے تو پانی جاری ہے، ناک میں پانی ڈال رہے ہوں تو پانی گر رہا ہے، مسح کر رہے ہوں تو پانی ضائع ہو رہا ہے، صابن استعمال ہو رہا ہو تو پانی چل رہا ہے غرضیکہ شروع سے آخر تک یہی سلسلہ چلتا رہتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو وضو کرنے یا منہ ہاتھ دھونے کے لئے جتنے پانی کی واقعی ضرورت ہے اور جتنی مقدار حقیقت میں درکار ہے اس سے کئی گنا زیادہ پانی بغیر استعمال کے یا غیر ضروری استعمال میں ضائع ہوجاتا ہے اور اس طرح پانی کو ضائع کرنا اور کھلا بہانا سراسر اسراف اور گناہ ہے۔ جو شرعاً حرام

ہے، کیا آپ نے غور کیا کہ جتنی دیر میں آپ مسلسل ٹونٹی سے پانی کھول کر وضو وغیرہ کرتے ہیں اگر اتنی دیر مسلسل اتنی رفتار کے ساتھ پانی چلا کر جمع کیا جائے تو کئی لوٹے بلکہ بالٹیاں تک بھر جائیں، مگر وضو کرنے والوں کو تو اس گناہ کی طرف ذرا خیال نہیں جاتا بلکہ ذہن میں یہی تصور ہوتا ہے کہ وہ نماز وغیرہ جیسے اہم فریضے اور عبادت کے لئے تیاری کررہے ہیں۔ شریعت نے تو وضو کے بارے میں خوشخبری سنائی تھی کہ وضو کرنے سے وضو کرنے والے کے اعضاء سے گناہ پانی کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ لہٰذا وضو کا مقصد تو یہ تھا کہ جس طرح اس سے ظاہری پاکی اور طہارت حاصل ہوتی ہے اسی طرح اس کے ذریعے سے باطنی (اندر کی) گناہوں کی پاکی بھی حاصل کی جائے لیکن نفس وشیطان کی مکاری اور چال بازیوں نے اس چھپے ہوئے گناہ کے مرض میں مبتلا کردیا، جس کی وجہ سے یہ بات وہم وگمان میں بھی نہیں گزرتی کہ یہ بھی کوئی گناہ ہے اور اس گناہ کی اب ایسی عادت ہوچکی ہے بلکہ یہ عادت پختہ ہوچکی ہے کہ اگر اس گناہ کی طرف توجہ بھی دلائی جائے تو ایک عجوبہ محسوس ہوتا ہے، پانی جو اللہ تعالیٰ کی گرانقدر نعمت اور عظیم دولت ہے اس کو اس طرح بے جا نالیوں کی نظر کردیا جاتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کی بڑی ناقدری اور ناشکری بھی ہے اور اسراف وفضول خرچی کا گناہ بھی سرآجاتا ہے اور اس کے علاوہ وضو جو گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ تھا اس کو گناہ سے ناپاک کردیا جاتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس گناہ کی طرف توجہ کی جائے اور اب تک جو یہ گناہ ہوچکا ہے اس سے سچے دل کے ساتھ توبہ کی جائے۔ اور اہتمام وتوجہ کے ساتھ پانی کا سوچ سمجھ کر بقدرِ ضرورت استعمال کیا جائے، کیا آپ جانتے ہیں کہ احتیاط کے ساتھ صرف بقدرِ ضرورت پانی استعمال کرنے سے

آپ کئی آنے والوں کے لئے پانی بچا سکتے ہیں جس سے دوسرے اپنی پیاس بجھا سکتے ہیں، ناپاکی دور کرسکتے ہیں۔ نماز جیسے فریضہ کی ادائیگی کرسکتے ہیں۔

☆ پہلے زمانے میں جب نہانے کے لئے پانی کنویں سے کھینچنے اور برتن میں بھرنے کی مشقت پیش آتی تھی اس وقت اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ نہانے کے لئے منوں پانی استعمال کرنے کی ضرورت ہے لیکن جب سے ٹونٹیوں کا سلسلہ قائم ہوا ہے، اس وقت سے نہاتے وقت فضول پانی کے ضیاع کا مسئلہ بھی آہستہ آہستہ درپردہ بڑھ گیا ہے عام طور پر نہاتے وقت ٹونٹی، فوارہ کھول کر بے فکر ہوجاتے ہیں اور پانی جسم سے لگ کر تیزی سے نالی کی خوراک بن رہا ہوتا ہے اور پانی کی بہت بڑی مقدار جسم کے اردگرد سے ویسے ہی زمین پر گر کر گندے نالوں کی نظر ہوجاتی ہے۔ ☆ بہت سے حضرات تو فوارہ کھول کر پانی کے نیچے کھڑے ہوجاتے ہیں اور صرف لطف اندوزی کی خاطر بڑی بڑی ٹنکیاں خالی کردیتے ہیں ایک طرف تو اس دنیا میں بسنے والے انسانوں کو پینے کے لئے پانی کی مقدار میسر آنا مشکل ہورہا ہوتا ہے دوسری طرف ان کا عالم یہ ہوتا ہے کہ ان کو بہنے والے پانی کا تصور کرنے کی بھی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ جبکہ نہانے، میل کچیل دور کرنے اور ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے اس سے کئی گنا کم پانی سے ضرورت پوری کی جاسکتی ہے مگر ان لوگوں کو اس پانی کی نعمت ہی کا اندازہ نہیں ہوتا شرعاً یہ اسراف اور فضول خرچی کے اندر شامل ہے اور اسراف حرام ہے۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ آپ اب تک کتنا پانی گندے نالوں اور گٹروں میں مِلا کر اس گناہ کے جرم میں مبتلا ہوچکے ہیں؟ ☆ پانی کی فضول خرچی کا عمل کپڑے، برتن وغیرہ دھوتے وقت بھی دیکھنے میں آتا ہے۔ بڑے گھرانوں میں تو عام طور پر

کپڑے برتن وغیرہ دھونے کی خدمات ملازم اور ماسیاں وغیرہ سرانجام دیتے ہیں جن کو نہ تو خود سے پانی احتیاط کے ساتھ خرچ کرنے کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ ہی ان کو اس بارے میں کوئی ہدایت یا تاکید کی جاتی ہے۔ اور عام گھروں میں بھی کپڑے دھونے والے خواتین وحضرات پانی احتیاط کے ساتھ بوقتِ ضرورت اور بقدرِ ضرورت استعمال کرنے کا اہتمام نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے پانی پوری بے دردی کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے، برتن دھوتے وقت صورتِ حال یہ ہوتی ہے کہ پانی پوری تیز رفتاری کے ساتھ کھول کر ٹونٹی بند کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی اور اس دوران برتنوں کو رگڑا جا رہا ہو یا صابن وغیرہ لگایا جا رہا ہو یا ان سے ہڈیاں وغیرہ علیٰحدہ کی جا رہی ہوں بہرحال پانی کا تسلسل اس دوران بھی اسی رفتار کے ساتھ چل رہا ہوتا ہے جس رفتار کے ساتھ اس کو استعمال کرنے کے دوران چلایا جاتا ہے جبکہ اس دوران وہ کسی بھی کھاتہ اور مصرف میں شمار نہیں ہو رہا ہوتا سوائے گندی نالیوں اور نالوں کے نظر ہونے کے۔ اور جب استعمال ہو رہا ہو اس وقت بھی غور کیا جائے تو پانی کی وہ مقدار جو استعمال ہوئے بغیر دائیں بائیں ویسے ہی گر رہی ہوتی ہے وہ استعمال ہونے والی مقدار سے زیادہ نہ سہی تو کم بھی نہیں ہوتی۔ ☆ اسی طرح آجکل عام طور پر کپڑے دھونے کا کام مشینوں سے لیا جاتا ہے۔ مشینوں سے کپڑے دھوتے وقت بھی ضرورت سے زیادہ پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ عموماً ہر مرتبہ نیا پانی تبدیل کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ ہر مرتبہ تبدیل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ☆ بہت سے لوگ موٹر چلا کر بے فکر ہو جاتے ہیں اور ٹنکی بھرنے کے بعد پانی فضول بہتا رہتا ہے مگر ان کو فکر نہیں ہوتی ☆ اسی طرح بعض گلیوں میں سرکاری پانی کے نل سے ٹونٹیاں اتری ہوتی ہیں یا

درمیان میں سے کوئی پائپ ٹوٹ جاتا ہے اور مستقل پانی بہتا رہتا ہے نہ کسی سرکاری ذمہ دار کو فکر ہوتی اور نہ ہی محلّہ کے کسی فرد کو اس کا احساس ہوتا کہ پانی کی عظیم نعمت اس طرح ضائع ہو رہی ہے اور اسی حال میں ایک لمبا عرصہ گزر جاتا ہے ☆ بعض لوگوں کے گھروں میں پلنے والے کتوں کو نہلانے دھلانے پر اتنا پانی خرچ کر دیا جاتا ہے جتنا انسانوں کو اپنے نہانے کے لئے بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ ☆ موٹر سائیکل یا گاڑی کی دھلائی ہو رہی ہو یا گھر کے صحن اور کمروں کو دھویا جا رہا ہو اس وقت بھی پانی کا بے بہا استعمال کیا جاتا ہے اور بلا وجہ برق رفتاری کے ساتھ پانی چلا کر پائپ چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ☆ بعض جگہ گھر کے باغیچوں اور پودوں کی جڑیں تر ہونے کے بعد ویسے ہی پانی بہتا رہتا ہے ☆ بعض لوگ صرف وسوسوں اور شک کی وجہ سے وضوء، غسل اور استنجاء وغیرہ میں پانی خوب بہاتے ہیں اس میں چار باتیں مکروہ جمع ہو جاتی ہیں اول پانی کی فضول خرچی دوسرے وقت برباد کرنا جس کی قیمت کا کچھ اندازہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ وسوسے نہ واجب ہیں نہ مستحب تیسرے شریعت پر زیادتی کرنا کہ شریعت نے تھوڑے پانی کے استعمال کی تاکید فرمائی تھی اور اس نے اس حکم پر اکتفاء نہ کیا اور کافی نہ جانا چوتھے شریعت نے تین بار سے زیادہ بلا ضرورت دھونے کو ظلم وتعدی ٹھہرایا تھا (ملاحظہ ہو تلبیس ابلیس باب ۸)

اگر کسی کو پانی کی اس فضول خرچی کی طرف توجہ دلائی جائے تو فوراً جواب دیا جاتا ہے کہ پانی کو بار بار کم زیادہ کرنا یا کھولنا اور بند کرنا قابو سے باہر ہے، حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ آخر جب تک یہ ٹونٹیاں ایجاد اور مروج نہیں ہوئی تھیں اس وقت بھی تو برتن اور کپڑے وغیرہ دھوئے جاتے تھے اور پانی استعمال کرنے کی

ضرورت پیش آیا کرتی تھی اور کسی نہ کسی طرح بار بار پانی ڈال کر ضرورت پوری کی جاتی تھی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں غلط عادت کے پختہ ہو جانے اور پانی کی قدر و قیمت اور فضول خرچی کے گناہ کا احساس نہ ہونے کی وجہ سے بار بار یہ عمل کرنا دشوار یا ناممکن معلوم ہوتا ہے لیکن اگر ہم فضول خرچی کے گناہ سے بچنا چاہیں اور پانی کی صحیح قدر و قیمت کا دل و دماغ میں استحضار کریں اور پھر اپنے نفس پر قابو پا کر اس سے بچنے کا اہتمام کریں تو یقیناً اس پر بآسانی عمل کیا سکتا ہے۔ بس اس کے لئے تھوڑی سی ہمت اور توجہ کی ضرورت ہے جس سے انشاء اللہ تعالیٰ فوراً اس پر عمل شروع ہو سکتا ہے۔ مرَدوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر والوں کے دلوں میں اس عظیم گناہ کا احساس پیدا کریں۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ شروع ہی سے اپنی اولاد کو پانی کی اہمیت کا احساس دلائیں اور احتیاط سے خرچ کرنے کی تاکید بلکہ تربیت دیں۔ مالکوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے ملازمین اور کام کرنے والوں کو جا بجا اس گناہ سے بچنے پر تنبیہ کرتے رہا کریں۔ اور خود ہر ایک کی اپنی ذمہ داری ہے خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ ملازم ہو یا مالک، امیر ہو یا غریب کہ وہ خود اس فضول خرچی سے بچنے کا اپنے دل میں سچا جذبہ پیدا کرے۔

بجلی کا فضول ضیاع

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بے قدری کا عمل صرف پانی تک محدود نہیں رہا بلکہ بجلی کی نعمت کے ساتھ بھی یہی سلوک برتا جاتا ہے اور جیسا کہ پہلے گزر چکا کہ عموماً بجلی کی پیداوار کا انحصار پانی پر ہے لہٰذا بجلی کے ضائع کرنے سے پانی کا ضائع ہونا بھی یقینی بات ہے۔

☆ بہت سی جگہ کمروں میں بلب روشن رہتے ہیں، پنکھے خوامخواہ چل رہے ہوتے

ہیں اور بعض اوقات بلاضرورت ائیر کنڈیشنز بھی پوری طاقت کے ساتھ برسرِ پیکار ہوتے ہیں ☆ دن کے وقت بلاضرورت پردے لٹکا کر سورج کی روشنی کو اندر داخل ہونے سے روک دیا جاتا ہے اور بجلی کی روشنی میں کام کیا جاتا ہے۔ ☆ معمولی معمولی باتوں پر خاص کر شادی بیاہ، ربیع الاول، شب برأت اور دوسرے موقعوں پر گھروں اور دیواروں پر چراغاں کا شوق پورا کیا جاتا ہے جس میں بہت سے لوگ سرکاری لائنوں سے بجلی چوری کر کے اپنے مقصد پورے کرتے ہیں جو دوہرا گناہ ہے ایک فضول خرچی کا دوسرے چوری کا۔ ☆ مختلف کھیلوں کے لئے میدانوں میں انتہائی طاقت کی سرچ لائٹیں روشن کر کے اپنا مقصد پورا کیا جاتا ہے۔ ☆ بعض خواتین وحضرات کمروں، غسل خانوں اور باورچی خانے وغیرہ سے باہر نکلتے وقت یا تھوڑی دیر بعد واپس آنے کی نیت سے صرف سُستی کی بنیاد پر بجلی بند نہیں کرتے بلکہ بعض گھرانوں میں تو اسٹور، باورچی خانے وغیرہ کی بجلیاں چوبیس گھنٹے جلی رہتی ہیں، اور آہستہ آہستہ اندر ہی اندر گھن کی طرح انفرادی واجتماعی (قومی) دولت چٹ ہوتی رہتی ہے جس کا خمیازہ دنیا کے علاوہ آخرت میں بھی بھگتنا پڑے گا ☆ سڑکوں پر بجلی کے بڑے بڑے روشن اشتہار روشنی کی کسی حد کے پابند نظر نہیں آتے ☆ بسنت کے موقع پر تو ساری کسر پوری کر دی جاتی ہے اور گڈیاں اڑانے کی غرض سے آسمان کی فضاء کو بھی روشن کرنے کی حدِ نظر تک ضرورت پوری کی جاتی ہے ☆ جن مقامات پر بجلی خرچ کرنے والوں کو بل خود ادا نہیں کرنا پڑتا، وہاں تو بجلی کا استعمال اتنی بے دردی سے ہوتا ہے کہ اللہ پناہ میں رکھے، سرکاری دفتروں میں دن کے وقت بسا اوقات بالکل بلاضرورت بجلیاں روشن ہوتی ہیں اور پنکھے، ائیر کنڈیشن وغیرہ

اس طرح چل رہے ہوتے ہیں کہ جن کا کوئی والی وارث ہی معلوم نہیں ہوتا

☆ اسی طرح جن سرکاری ملازمین اور غیر سرکاری محکموں کے ملازموں کو گھروں وغیرہ میں بجلی کے استعمال کی مفت سہولت حاصل ہوتی ہے وہاں بھی ''مالِ مفت دلِ بے رحم'' کی مثال صادق آرہی ہوتی ہے۔ اور اوقاف و مدارس اور مساجد کے اندر رہنے اور کام کرنے والے بہت سے حضرات کا بھی یہی حال ہے۔ یہ لوگ صرف اتنا دیکھتے ہیں کہ اس فضول استعمال سے ان کی جیب پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور فوری طور پر ان کا کوئی پیسہ خرچ نہیں ہوتا لیکن یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی کہ اس طرح بجلی کا بے جا استعمال کر کے وہ پوری قوم اور اپنے محکموں کے مالکین کے مجرم شمار ہوتے ہیں۔ اور وہ آخر اس ملک کے باشندے ہیں جس میں وسائل کی قلت اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا رونا رویا جا رہا ہے اور بجلی میسر نہ آنے کی وجہ سے کتنے لوگ گرمی اور دیگر ضروریات و سہولیات سے پریشان اور محروم ہیں۔ اور اس ملک کے باشندہ ہونے کی وجہ سے دوسرے بھائیوں کے ساتھ ساتھ بالآخر اس کو اس کے اہل خانہ و رشتہ داروں اور اس کی آنے والی نسل کو بھی اس کا نقصان اٹھانا پڑے گا۔

اگرچہ بجلی اور دیگر وسائل کی پیداوار اور ترقی کی صحیح منصوبہ بندی کا کام حکومت کا ہے لیکن ہر شخص کے اپنے بس میں یہ ضرور ہے کہ وہ حاصل شدہ وسائل کو ٹھیک ٹھیک خرچ کرنے کا مزاج بنائے اور اس کا اہتمام کرے اور خرچ پر قابو پا کر قومی دولت کے فضول ضائع ہونے سے پرہیز کرے۔ یہ بات ہر ایک کے بس میں نہیں کہ وہ بجلی کی پیداوار میں اضافہ کرے لیکن یہ بات ہر ایک کے بس میں ہے کہ مثلاً جہاں ایک بلب سے کام چل سکتا ہے وہاں دو بلب اور جھاڑ فانوس نہ

جلائے، جہاں سورج کی روشنی سے کام چل سکتا ہے وہاں کوئی بلب روشن نہ کرے جہاں ایک پنکھا کارآمد ہوسکتا ہے وہاں دو پنکھے نہ چلائے، جہاں ایئر کنڈیشن کے بغیر گذارا ہوسکتا ہے، وہاں ایئر کنڈیشن استعمال نہ کرے، جس کسی کمرے میں بلاوجہ روشنی، پنکھا یا بجلی کا کوئی آلہ چلتا ہوا دیکھے، اسے بند کردے، جہاں سورج یا بلب کی روشنی سے ضرورت پوری ہوجاتی ہو، وہاں دیواروں اور گھروں پر چراغاں نہ کرے، کیا بعید ہے کہ اس طرح جس بجلی کا خرچ ایک انسان بچا رہا ہو، وہ کسی ضرورت مند کے کام آجائے، اس سے کسی مریض کو راحت مل جائے، یا کسی غریب کے ظلمت کدے میں اجالا ہوجائے (ذکر و فکر بتغییر و اضافہ) یہاں یہ بھی یاد رہے کہ آج کل اللہ کی نعمتوں کے بے جا استعمال اور فضول خرچی سے بچنے کا اہتمام اس وقت تو کرتے ہیں جب اس کی کمی محسوس ہو لیکن جب اس میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی اس وقت فضول خرچی سے نہیں بچا جاتا حالانکہ فضول خرچی تو ہر وقت گناہ اور بے برکتی کا باعث ہے خواہ وہ چیز تھوڑی میسر ہو یا زیادہ۔

بارش و پانی کی کمی کا حل وعلاج

(۱) پہلا حل: شکر اور قدردانی

پانی کی نعمت پر شکر ادا کرنا بذاتِ خود بھی ایک فریضہ اور آخرت میں عظیم ثواب کا ذریعہ ہے۔ اور دنیا کے اعتبار سے اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے خود اس نعمت میں برکت اور اضافہ ہوتا ہے۔ اور بے برکتی و قحط کا عذاب ٹل جاتا ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ (سورہ ابراھیم آیت ۷ پ ۱۳)

﴿ترجمہ﴾ اگرتم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دوں گا، اوراگرتم ناشکری کرو گے تو (یہ سمجھ رکھو کہ) میرا عذاب بڑا سخت ہے (ابراہیم)

یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان عام فرمادیا ہے کہ اگرتم نے میری نعمتوں کا شکرادا کیا کہ ان کو میری نافرمانیوں اور ناجائز کاموں میں خرچ نہ کیا اوراپنے افعال واعمال کو میری مرضی کے مطابق بنانے کی کوشش کی تو میں ان نعمتوں کو اورزیادہ کردوں گا۔اور یہ زیادتی نعمتوں کی مقدار میں بھی ہوسکتی ہے اوران کے بقاء ودوام میں بھی (معارف القرآن بتغیر)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کوشکرادا کرنے کی توفیق ہوگئی وہ کبھی نعمتوں میں برکت اورزیادتی سے محروم نہ ہوگا (ابن مردویہ عن ابن عباس۔مظہری،معارف القرآن)

وَاَنْ لَّوِاسْتَقَامُوْا عَلَی الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰـھُمْ مَّآءً غَدَقًا (سورہ جن آیت ۱۶ پ ۲۹) ﴿ترجمہ﴾ اور یہ حکم آیا کہ اگرلوگ سیدھے رہتے راہ پرتو ہم پلاتے ان کو پانی بھرکر (سورہ جن)

یعنی اگرجن وانس سیدھی راہ پر چلتے تو ہم ان کوایمان وطاعت کی بدولت ظاہری وباطنی برکات سے سیراب کردیتے ،اوراس میں بھی ان کی آزمائش ہوتی کہ نعمتوں سے بہرہ ور ہوکرشکر بجالاتے اورطاعت میں مزید ترقی کرتے ہیں یا کفرانِ نعمت کرکے اصل سرمایہ بھی کھو بیٹھتے ہیں (تفسیرعثمانی)

وَلَوْاَنَّ اَھْلَ الْقُرٰٓی اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْالَفَتَحْنَا عَلَیْھِمْ بَرَکَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ (سورہ اعراف آیت ۹۶ پ ۹) ﴿ترجمہ﴾ اوراگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری (تقویٰ اختیار) کرتے تو ہم ان پرآسمان اورزمین کی برکتیں (ونعمتیں) کھول دیتے (سورہ اعراف)

یعنی اگروہ ایمان وتقویٰ اختیار کرتے جس میں شکر کا عام مفہوم بھی داخل ہے تو آسمان سے بارش اورزمین سے پیداوار ان کو برکت کے ساتھ عطا فرماتے (بیان القرآن بتغیر)

(۲) دوسرا حل: توبہ واستغفار

اللہ تعالیٰ نے استغفار کوگناہوں کے زہر کا تریاق بنایا ہے،استغفار کے معنٰی اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگنے کے ہیں،قرآن وحدیث میں استغفار کے بڑے فضائل و فوائد آئے ہیں استغفار کرنے سے نہ صرف گناہ معاف ہوتے ہیں بلکہ دنیا میں بھی اس کی برکات ظاہر ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ کی عادت عام لوگوں کے ساتھ یہ ہے کہ گناہوں پرتوبہ واستغفار کرنے اور گناہوں کو چھوڑنے سے اللہ تعالیٰ حسبِ موقع وحسبِ ضرورت بارش برسادیتے ہیں قحط نہیں پڑنے دیتے،اور مال واولاد میں برکت ہوتی ہے غرضیکہ دنیا کی بلائیں بھی ٹل جاتی ہیں (معارف القرآن) استغفار صرف زبان سے لفظِ اَسْتَغْفِرُاللہ وغیرہ کہنے کا نام نہیں بلکہ ساتھ ساتھ دل میں اپنے گناہوں پرندامت وافسوس بھی ہونا ضروری ہے (معارف القرآن ادریسی)

مغفرت کا تعلق پچھلے گناہوں سے ہے اورتوبہ کا تعلق آئندہ ان گناہوں کے پاس نہ جانے کا عہد کرنے سے ہے،اوردرحقیقت صحیح توبہ یہی ہے کہ پچھلے گناہوں پر شرمندہ ہوکراللہ تعالیٰ سے ان کی معافی طلب کرے اورآئندہ ان کو نہ کرنے کا پختہ عزم وارادہ کرے توبہ واستغفار کرنے والوں کواللہ تعالیٰ دنیا میں بھی خوشی اورعیش میں رکھے گا اوراچھی عمدہ زندگی نصیب فرمائے گا اورآخرت میں اچھے عمل کرنے والوں کوزیادہ سے زیادہ ثواب دے گا (معارف القرآن بتغیر)

سچی توبہ میں تین چیزیں ضروری ہیں (۱) پہلی یہ کہ گذشتہ گناہوں پرافسوس اور

ندامت کا ہونا اور جن چیزوں کی قضاء ضروری ہے خواہ وہ حقوق ُاللہ ہوں (جیسے قضاء نمازیں ، روزے ، زکوۃ ، حج ، قربانی ، صدقۂ فطر ، قسم کا کفارہ جائز منت وغیرہ) ان کو حتَّی المقدور ادا کرنا اور خواہ بندوں کے حقوق ہوں (جیسے قرض و دین ، میراث ، کسی بھی قسم کا جانی ، مالی نقصان اور ایذاء رسانی وغیرہ) ان کو ممکنہ حد تک ادا کرنے کی کوشش کرنا یا حقدار سے معافی حاصل کرنا (۲) دوسری یہ کہ توبہ کے وقت فوراً ان گناہوں سے الگ ہوجانا (۳) تیسری یہ کہ مستقبل میں ان گناہوں کو نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلینا (کذافی معارف القرآن ج ۲ سورہ نساء آیت ۳۱)

وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (سورہ انفال آیت ۳۳ پ ۹)

﴿ترجمہ﴾ اور اللہ ان پر ہرگز (ایسا) عذاب نہ کرے گا۔ جب تک وہ معافی مانگتے (استغفار کرتے) رہیں گے (سورہ انفال)

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِىْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ (ہود آیت ۳ پ ۱۲)

﴿ترجمہ﴾ اور یہ کہ تم لوگ اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کی طرف متوجہ رہو وہ تم کو وقتِ مقرر (موت) تک خوش عیش زندگی بخشے گا اور (آخرت میں) زیادہ عمل کرنے والے کو زیادہ ثواب دے گا (ہود)

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ (〃 آیت ۵۲)

﴿ترجمہ﴾ اے میری قوم مغفرت طلب کرو اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کے حضور میں وہ بھیج دیگا تمہارے اوپر خوب بارشیں اور

بڑھا دیگا تمہاری (موجودہ) قوت میں اور زیادہ قوت اور منہ مت پھیرو مجرم بنتے ہوئے (ہود)

یہ اللہ کے پیغمبر حضرت ہود علیہ السلام کی نصیحت ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو فرمائی بارش کا رحمتِ عام ہونا سب کو معلوم ہے۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا (سورہ نوح) ﴿ترجمہ﴾ پس میں نے کہا تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا ہے وہ کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دیگا اور تمہارے لئے باغات بنادے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری فرمادے گا (نوح)

معلوم ہوا کہ توبہ استغفار کی وجہ سے گناہ معاف ہونے کے علاوہ کثرت سے بارش ہوگی ، اولاد میں ترقی ہوگی ، اور نہریں جاری ہوں گی ۔ بعض روایات میں ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے قحط سالی کی شکایت کی تو آپ نے کہا کثرت سے استغفار کرو ، کسی اور نے آکر اپنی تنگدستی کا شکوہ کیا تو فرمایا استغفار کرو ، ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ میرا کھیت خشک ہورہا ہے اور پیداوار نہیں تو فرمایا استغفار کرو ، پھر ایک اور آیا اور اس نے عرض کیا اے امام میرے کنویں کا پانی سوکھ چکا ہے اس میں پانی نہیں تو فرمایا استغفار کرو ۔ بعض حاضرین کو اس پر بڑا ہی تعجب ہوا کہ اس مجلس میں مختلف لوگ مختلف اغراض کے لئے آئے اور حسن بصری نے سب کو ایک ہی جواب دیا اور ایک ہی علاج بتایا اس بارے میں آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں نے ان سب کو کوئی بات

اپنی طرف سے نہیں بتائی بلکہ میں نے ان کو وہی بتایا ہے جو اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے اور پھر سورہ نوح کی یہی مندرجہ بالا آیات فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ الخ تلاوت فرمائیں (معارف القرآن ادریسی)

امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور انہوں نے کہا۔ اے لوگو! اپنے رب سے گناہوں کی بخشش طلب کرو بے شک وہ بہت بخشش کرنے والا ہے، وہ آسمان سے تمہارے لئے موسلا دھار بارش برسا دے گا۔ اور تمہیں مال اور بیٹوں سے مدد بھی پہنچائے گا، اور تمہارے لئے باغات بھی بنا دے گا، اور تمہارے لئے نہریں جاری کردے گا، تو ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت! اگر آپ ہمارے لئے پانی طلب کرتے تو کیا اچھا ہوتا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

لَقَدْ طَلَبْتُهُ بِمَجَارِيحِ السَّمَآءِ الَّتِيْ يُسْتَنْزَلُ بِهَا الْمَطَرُ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۴۷۴، بیہقی ج۳ ص ۳۵۲)

﴿ترجمہ﴾ میں نے تمہارے لئے آسمان کے پچھتروں سے پانی طلب کیا ہے، جہاں سے بارش اتاری جاتی ہے (یعنی میں نے ایسی دعا کی جس کے نتیجے میں انشاء اللہ تعالیٰ سیرابی ہوگی) (مصنف ابن ابی شیبہ، بیہقی)

(۳) تیسرا حل: صدقہ، خیرات

صدقہ خیرات انسان کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کے اضافے، گناہوں کی معافی، رزق میں برکت اور دوزخ کے عذاب سے بچاؤ کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ اور بارش کی کمی گناہوں کا وبال اور اللہ کی طرف سے ایک طرح کا عذاب ہوتا ہے لہٰذا صدقہ وخیرات اس عذاب کو ٹالنے اور اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرنے کا اہم

ذریعہ ہے۔

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ط (سورہ تغابن آیت ۱۷ پ ۲۸)

﴿ترجمہ﴾ اگر تم اللہ کو اچھی طرح (یعنی خلوص کے ساتھ) قرض دوگے تو وہ اس کو تمہارے لئے بڑھاتا چلا جاوے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا (تغابن)

فائدہ: اللہ کی راہ میں اخلاص اور نیک نیتی سے طیّب مال خرچ کرو تو اللہ اس سے کہیں زیادہ دے گا اور تمہاری کوتاہیوں کو معاف فرمائے گا (تفسیر عثمانی)

وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ط وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّاٰتِكُمْ (سورہ بقرہ آیت ۲۷۱ پ ۳)

﴿ترجمہ﴾ اور اگر ان کا اخفا کرو اور فقیروں کو دیدو تو یہ اخفاء (چھپا کر دینا) تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ (اس کی برکت سے) تمہارے کچھ گناہ بھی دور کردے گا (سورہ بقرہ)

حدیث: وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ

(ترمذی فی الایمان وقال حدیث حسن صحیح، ابن ماجہ فی الفتن، احمد)

﴿ترجمہ﴾ صدقہ گناہ کو اس طرح بجھا دیتا ہے جیسا کہ پانی آگ کو

(ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد)

ایک حدیث شریف میں یہ الفاظ ہیں۔

وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يَذْهَبُ الْجَلِيْدُ عَلَى الصَّفَا (اَيِ الصَّخْرَةِ الْمَسَآءِ) (ابن حبان، کفارات الخطایا وموجبات المغفرۃ)

کہ صدقہ خطاء کو ایسے بجھا دیتا ہے جیسا کہ برف چکنی چٹان سے نیچے

گر جاتی ہے (ابن حبان)

حدیث: عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ بَیْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْاَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِیْ سَحَابَةٍ اِسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحّٰی ذٰلِکَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهٗ فِیْ حَرَّةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْکَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذٰلِکَ الْمَاءَ کُلَّهٗ فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِیْ حَدِیْقَتِهٖ یُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهٖ فَقَالَ لَهٗ یَا عَبْدَاللّٰهِ مَا اسْمُکَ قَالَ فُلَانٌ لِلِاسْمِ الَّذِیْ سَمِعَ فِی السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهٗ یَا عَبْدَاللّٰهِ لِمَ تَسْأَلُنِیْ عَنِ اسْمِیْ فَقَالَ اِنِّیْ سَمِعْتُ صَوْتًا فِی السَّحَابِ الَّذِیْ هٰذَا مَاؤُهٗ یَقُوْلُ اسْقِ حَدِیْقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِکَ فَمَا تَصْنَعُ فِیْهَا قَالَ اَمَّا اِذْ قُلْتَ هٰذَا فَاِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی مَا یَخْرُجُ مِنْهَا فَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهٖ وَاٰکُلُ اَنَا وَعِیَالِیْ ثُلُثًا وَاَرُدُّ فِیْهَا ثُلُثَهٗ (مسلم فی الزهد والرقائق ومسند احمد)

﴿ترجمہ﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کسی جنگل میں تھا اچانک اس نے بادل میں یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دو، تو اس آواز کے ساتھ وہ بادل چلا اور ایک سیاہ پتھریلی زمین میں خوب پانی برسا اور سب پانی ایک نالے میں جمع ہو کر چلا یہ شخص بھی اس پانی کے پیچھے چلتا رہا تو آگے چل کر کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ کو اس پانی سے سیراب کر رہا ہے۔ اس نے اس باغ والے سے پوچھا کہ اے اللہ کے بندے آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل

میں سنا تھا پھر اس باغ والے نے اس سے سوال کیا کہ اے اللہ کے بندے میرا نام کیوں پوچھتے ہو؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں نے اس بادل میں جس سے یہ پانی برسا ہے ایک آواز سنی کہ آپ کا نام لیکر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے، آپ اس باغ میں کیا عمل کرتے ہو کہ اسقدر مقبول ہے۔ اس نے کہا، جب تو نے یہ بات پوچھ ہی لی تو سُن! میں اس کی کُل پیداوار کو دیکھتا ہوں، اس میں سے ایک تہائی خیرات کر دیتا ہوں، ایک تہائی اپنے لئے اور بال بچوں کے لئے رکھ لیتا ہوں، اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں (مسلم، مسند احمد)

فائدہ: اللہ کے نام کی صرف ایک تہائی آمدنی خرچ کرنے پر کس قدر برکت ہے کہ غیب سے اس کے باغ کی پرورش کا سامان ہوتا ہے۔ اور صدقہ کرنے سے مال کم ہونے کے بجائے اور بڑھتا ہے۔ اس حدیث شریف سے ایک بہترین سبق اور بھی حاصل ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کو اپنی آمدنی کا کچھ حصہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کے لئے متعین کر لینا زیادہ مفید ہے۔ اور تجربہ بھی یہی ہے (فضائل صدقات حصہ اول فصل اول بتغیر)

جو مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کے لئے غریبوں، مسکینوں کو دیا جاتا ہے یا خیر کے کسی کام میں خرچ کیا جاتا ہے وہ صدقہ وخیرات کہلاتا ہے (فتاوی محمودیہ ج ۷ ص ۲۶۲، آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۴۳۰) ضرورت مند غریب کو نقد روپیہ پیسہ دے دے، کھانا کھلا دے یا کپڑے دیدے یا اور کوئی ضرورت کی چیز دیدے سب جائز ہے کوئی خاص چیز ضروری نہیں۔ صدقہ وخیرات کے لئے چند اصول سمجھ لینا چاہئیے۔

(۱)......صدقہ وخیرات کے لئے عمل میں اخلاص ضروری ہے اوراخلاص کے لئے چھپ کرعمل کرنا زیادہ مناسب اورافضل ہے۔

(۲)......اللہ کے حضور جو چیز پیش کی جاتی ہے بعینہٖ وہی نہیں پہنچتی بلکہ اس کا تقویٰ اوراخلاص پہنچتا ہے لہٰذا یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ بعینہٖ وہی چیز اللہ کے حضور پہنچے گی

لَنْ يَّنَالَ اللهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآئُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (حج آیت ۳۷ پ ۱۷)

(۳)......صدقہ وخیرات میں کوئی خاص چیز مثلاً بکرا بکری اور وہ بھی کالا یا خاص کھانا ہی ضروری نہیں بلکہ ہر ایسی چیز کا صدقہ کیا جاسکتا ہے جس سے غریب کی ضرورت پوری ہوجائے

(۴)......صدقہ کے اصل مستحق غریب لوگ ہیں لہٰذا غریبوں کو دینے کا اہتمام کرنا چاہیے۔اگر کسی کے بارے میں معلوم ہوجاوے کہ یہ شخص حقیقت میں محتاج نہیں ہے بلکہ اس نے کھانے کمانے کا یہی پیشہ کرلیا ہے کہ بھیک مانگتا ہے (جیسا کہ آج کل عام طور پر مانگنے کھانے والوں کا حال ہے) تو ایسے شخص کو صدقہ دینا حرام ہے اوراس کو مانگنا بھی حرام ہے خوب سمجھ لو! اپنے رشتہ دار غریب کو صدقہ دینے میں دوہرا ثواب ہے۔اسی طرح کسی طالب علم یا مجاہد کو دینے میں بھی دوگنا اجر ہے۔

(۵)......صدقہ نقدی کی صورت میں دینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں اخلاص بھی زیادہ ہے کہ چھپا کر دینا آسان ہے اورغریبوں کے لئے زیادہ مفید بھی ہے۔کیونکہ غریبوں کی مختلف موقعوں پر مختلف ضرورتیں ہوتی ہیں۔نقدی سے غریب اپنی ہر قسم کی ضرورت پوری کرسکتا ہے (مثلاً لباس کی ضرورت ہوتو پیسوں سے اس کو خرید سکتا ہے، دوا کی ضرورت ہوتو وہ لے سکتا ہے وغیرہ وغیرہ) اوراگر

فی الحال اس کو ضرورت نہ ہوتو اپنی آئندہ کی ضروریات کے لئے رکھ سکتا ہے اور اپنے بال بچوں کی بھی ہر قسم کی ضرورت پوری کرسکتا ہے اور بال بچے اس کے پاس موجود نہ ہوں تو دوسری جگہ ان کی ضرورت کے لئے یہ رقم بھیج سکتا ہے۔

(۶)......صدقہ کا ایک صحیح طریقہ یہ ہے کہ غریبوں کی ضرورت کے مطابق ان کا تعاون کیا جائے مثلاً مریض کو دوا، مسافر کو کرایہ ٹکٹ وغیرہ کا خرچ، بھوکے کو کھانا اور برہنہ کو لباس، جوتا، سردی میں بے سروسامان کو کمبل، رضائی اور گرم لباس وغیرہ غرض یہ کہ غریب کی ضرورت پوری کرنے کا خیال رکھا جائے،

(۷)......صدقہ کی ایک قسم صدقہ جاریہ ہے (جس کی تفصیل آگے آرہی ہے) اوراس میں پانی کا انتظام بھی داخل ہے ایک حدیث میں ہے:

لَيْسَ صَدَقَةٌ اَعْظَمَ اَجْرًا مِّنْ مَّآءٍ (البیهقی، الترغیب والترهیب)

﴿ترجمہ﴾ نہیں ہے کوئی صدقہ اجر کے اعتبار سے زیادہ عظیم پانی کے صدقہ سے [1] (بیہقی)

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ وَاِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَاَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِىْ اِنَاءِ اَخِيْكَ (ترمذی، احمد مشکوٰۃ فی فضل الصدقة)

﴿ترجمہ﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر بھلائی (کی بات اور کام) صدقہ ہے اوراس میں یہ بھی

[1] آپ ﷺ نے مختلف موقعوں پر حالات وشخصیات کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف اعمال کو افضل قرار دیا ہے۔لہٰذا ہر جگہ اور ہر وقت ہر ایک کے لئے ایک عمل کو ہر اعتبار سے افضل نہیں کہا جاسکتا ممکن ہے کسی حالت میں کسی عمل کی افضلیت ہوجائے۔

داخل ہے کہ تو اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آئے، اور اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالدے (ترمذی ،احمد،مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں ہے:

اَیُّمَا مُسْلِمٍ سَقٰی مُسْلِمًا عَلٰی ظَمَأٍ سَقَاہُ اللّٰہُ مِنَ الرَّحِیْقِ الْمَخْتُوْمِ (ابوداؤدفی الزکوٰۃ،ترمذی فی صفۃ القیامۃ الخ،مشکوٰۃ)

﴿**ترجمہ**﴾ جوشخص کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں پانی پلائے گا۔ اللہ جل شانہٗ اس کو ایسی شراب جنت کی پلائے گا جس پر مہر لگی ہوگی (ترمذی،ابوداؤد،مشکوٰۃ)

فائدہ: رحیق مختوم جنت کی خاص شراب ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں ان الفاظ کے ساتھ آیا ہے،**یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ** (سورہ مطففین پ۳۰)

(۴) چوتھا حل: دعاء

بلاؤں کو دور کرنے ضروریات کے پورا ہونے میں دعاء بہت اکسیر نسخہ رکھتی ہے اسی لئے بارش و پانی کے لئے دعاء کا بھی خاص مقام ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جمعہ کے دن باب دار قضاء کی طرف سے مسجد میں داخل ہوا، حضور ﷺ اس وقت کھڑے خطبہ دے رہے تھے، وہ شخص آپ کے سامنے آکر کھڑا ہوگیا، اور عرض کرنے لگا۔حضور! قحط کی وجہ سے مویشی ہلاک ہوگئے، زمینیں تباہ ہوگئیں، راستے بند ہوگئے، آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش برسادے، حضور ﷺ نے اسی وقت ہاتھ مبارک اٹھائے ''**اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا**'' ''اے اللہ ہم کو بارش سے سیراب کردے'' دعا کی، حضرت انس رضی اللہ

عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت آسمان میں کوئی بادل نظر نہیں آتا تھا، ہم نے دیکھا کہ ایک ڈھال جتنا بادل کا ٹکڑا طلوع ہوا، جب آسمان کے درمیان پہنچا تو منتشر ہوگیا یعنی پھیل گیا اور بارش برسنی شروع ہوگئی، ایسی کہ سات دن تک ہم نے آسمان نہیں دیکھا، اگلے جمعہ میں اسی دروازے سے وہ شخص آیا (بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوسرا شخص آیا تھا) اور کہنے لگا، حضور! بارش کی وجہ سے زمینیں تباہ ہوگئیں اور راستے بند ہوگئے، آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بارش کو بند کردے، حضور ﷺ نے ہاتھ مبارک اٹھائے اور دعا کی

''اے اللہ! اردگرد اطراف میں بارش برسا، بڑے ٹیلوں پر، چھوٹے چھوٹے ٹیلوں پر وادیوں میں اور درختوں کے اگنے کی جگہوں میں''

تو ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے بادل چھٹ گئے اور آسمان صاف ہوگیا، سورج نظر آنے لگا (بخاری ج۱ص۱۳۸، مسلم ج۱ص۲۹۳)

حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور! میں ایسے لوگوں کے پاس سے آیا ہوں جن کے جانوروں کا دودھ قحط سالی کی وجہ سے خشک ہوگیا ہے، اور جانور لاغر ہوگئے ہیں، حضور ﷺ ممبر پر تشریف فرما ہوگئے، اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور اس طرح دعا کی،

اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَّرِیْئًا طَبَقًا مَّرِیْعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَیْرَ رَآئِثٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ نَافِعًا غَیْرَ ضَآرٍّ (ابن ماجہ فی الصلوۃ،طحاوی، بیھقی، حاکم)

﴿**ترجمہ**﴾ اے اللہ! ہم کو ایسی بارش سے سیراب فرما جو ہماری ضرورتوں کو پورا کرے، مبارک، خوشگوار ہو، سیراب کرنے والی،

تمام فضاء کوگھیرنے والی، زیادہ پانی والی جلدی برسنے والی ہو۔تاخیر (دیر) سے برسنے والی نہ ہو، مفید ہومضر نہ ہو(ابن ماجہ،طحاوی،بیہقی،مستدرک حاکم)

حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ....اِذَا اَصَابَکَ ضُرٌّفَدَعَوْتَہٗ کَشَفَہٗ عَنْکَ وَاِنْ اَصَابَکَ عَامُ سَنَۃٍ فَدَعَوْتَہٗ اَنْبَتَھَالَکَ (ابواؤدفی اللباس) ﴿ترجمہ﴾ جب تجھے کوئی تکلیف پہنچ جائے اورتو اللہ کو پکارے تو وہ تیری تکلیف دورفرماوے اوراگرکسی سال قحط سالی ہوجائے اورتو اللہ سے دعا کرے تو وہ تیرے لئے زمین سے (کھانے پینے کی چیزیں) اُگادے(ابوداؤد)

ویسے تو عام اوقات میں اورنمازوں کے بعداپنی زبان میں بارش کی دعا کی جاسکتی ہے اور یہ بھی بہت مفید ذریعہ ہے۔لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بارش کے لئے جو دعائیں مروی ہیں وہ بہت جامع ہیں اگرکوئی اخلاص کے ساتھ ان ہی الفاظ میں دعا کرے تو قبولیت کی زیادہ امید ہے(یہ دعائیں آگے آرہی ہیں)

(۵) پانچواں حل: نمازِ استسقاء

استسقاء کے معنٰی ہیں بارش طلب کرنا،جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:وَاِذِاسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ (سورہ بقرہ آیت ۶۰ پ۱) کہ جب (حضرت) موسٰی (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے واسطے پانی کی دعا مانگی(بقرہ)

بارش کا رکنا اور پانی کی کمی ان مصائب میں سے ہے جو بداعمالیوں اورگناہوں کی وجہ سے اللہ تعالٰی کی طرف سے مخلوق پر نازل ہوتی ہے۔لہٰذا اس کا اصل حل اورعلاج تو یہی ہے کہ گناہوں پر توبہ واستغفار کیا جائے، اورصدقہ وخیرات کی

کثرت کی جائے اوردعا کا بھی اہتمام کیا جائے، بارش وپانی کی معمولی ضرورت کے وقت خاص طور پرنمازوں کے بعداورجمعہ وغیرہ کے خطبہ میں دعا کرنے پر اکتفاء کیا جائے لیکن جب بارش وپانی کی سخت ضرورت ہو،کنویں تالاب وغیرہ خشک ہونے لگ جائیں، ندیاں اورنالے سوکھنے لگیں، جانوروں کے لئے گھاس چارہ وغیرہ کی تنگی ہو،کھیتی اورفصل خراب ہورہی ہواورلوگوں میں پریشانی وبے چینی پھیل جائے تو پھرنمازاستسقاء کا اہتمام کیا جائے۔[۱] (کفایت المفتی،فتاوٰی محمودیہ،فتاوٰی رحیمیہ) بارش طلب کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اورصحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صرف دعا کرنا بھی ثابت ہے اوراس بارے میں نماز پڑھنا بھی ثابت ہے جسے نمازاستسقاء کہتے ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، استسقاء (بارش طلب کرنے) کی سنت کونماز کے ساتھ خاص نہیں قرار دیتے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ بارش طلب کرنے کی سنت کا دارومدارنمازِ استسقاء باجماعت پرنہیں بلکہ اس کے علاوہ دوسرے طریقے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں (مثلاً دعا وغیرہ) میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کرلیا جائے تو یہ سنت ادا ہوجاتی ہے(فتح الملہم،معارف السنن،درس ترمذی،عمدۃ الفقہ) نمازاستسقاء کا طریقہ یہ ہے کہ سب مسلمان، مرد، جوان، بوڑھے بچے شہر کے باہرکسی میدان میں جمع ہوں، معمولی لباس پہن کرجائیں دلوں میں خدا کا خوف اوراپنے گناہوں اورخطاؤں کا استحضار اوراحساس ہو عجزوانکسار سے گردنیں جھکی ہوئی ہوں اوراپنی دعاؤں کی قبولیت کا یقین ہو(شامی،ہندیہ،طحطاوی

---

[۱] وشرعاً طلب انزال المطر بکیفیة مخصوصة عندشدة الحاجة بان یحبس المطرولم یکن لهم اودیةوآباروانهاریشربون منهاویسقون مواشیهم وزرعهم او کان ذالک الاانه لایکفی فاذا کان کافیالایستسقی کمافی المحیط قهستانی(شامی ج ۲ ص ۱۸۴،کذافی الهندیه ج ۱ص ۱۵۴)

وغیرہ) پھر امام نماز کے لئے اپنے مصلے پر پہونچے۔اذان اور تکبیر کے بغیر دو رکعت جہری قرأت کے ساتھ پڑھائے۔پہلی رکعت میں **سورہ اعلیٰ** اور دوسری میں **سورہ غاشیہ** یا پہلی رکعت میں **سورہ قٓ** اور دوسری میں **سورہ قمر** پڑھنا افضل ہے اور دوسری کوئی سورت پڑھنا بھی جائز ہے۔نماز کے بعد جمعہ کی طرح دو خطبے پڑھے جائیں خطبہ میں امام لوگوں کو گناہوں سے توبہ کرنے اور بچنے اور حقوق العباد ادا کرنے کی نصیحت کرے (کفایت المفتی ج ۳ ص ۲۷۶) خطبہ سے فارغ ہوکر امام قبلہ رخ کھڑے ہوکر [1] بطور تفاؤل (نیک فالی) کے اپنی اوڑھی ہوئی چادر پلٹ دے (امداد الفتاویٰ ج ا ص ۴۸۴) اس طرح کہ اپنے دونوں ہاتھ کمر کے پیچھے لے جاکر دائیں ہاتھ سے چادر کی بائیں جانب کے نیچے کا گوشہ پکڑے اور بائیں ہاتھ سے چادر کی دائیں جانب کا کونہ پکڑ کر اس طرح پلٹ دے کہ دائیں ہاتھ والا کونہ داہنے کندھے پر اور بائیں ہاتھ والا کونہ بائیں کندھے پر آجائے اگر چادر چورس ہو تو اوپر کے حصہ کو نیچے اور نیچے کے حصہ کو اوپر کردے اور جبہ کی طرح گول ہو تو داہنی جانب کو بائیں پر کردے اور بائیں کو داہنے پر (فتح الملہم ج ۲ ص ۲۴۱، التعلیق الصبیح ج ۲ ص ۱۸۵) پھر امام قبلہ کی طرف منہ کرکے کھڑے کھڑے آہ و بکا کے ساتھ اونچے اور الٹے ہاتھ کرکے آہستہ اور بلند آواز سے دعا کرے (شامی ج ۲ ص ۱۸۴، فتح الملہم ج ۲ ص ۴۴۲، امداد المفتین ص ۴۰۹) اور مقتدی قبلہ رو بیٹھ کر خشوع وخضوع کے ساتھ امام کی طرح ہاتھ بلند اور الٹے کرکے دعا

[1] والامام عندالدعاء يستقبل القبلة ،ويجوزان يستقبل القوم ، واماالقوم فيستقبلواالقبلة. المذكور فى كتب الفقهاء من المذاهب الاربعة استقبال الامام القبلة عندالدعآء وهوالمروى فى الاحاديث وهوامرمندوب يجوز غيره والله اعلم (معارف السنن ج ۴ ص ۴۹۸)

میں مشغول ہوجائیں۔اور امام کی دعا پر آمین، آمین کہتے رہیں اور گڑگڑا کر دعا کرنے کی کوشش کریں، تاکہ دریائے رحمت جوش میں آجائے اور بامراد لوٹیں۔اور مسنون وماثورہ دعائیں جو بارش سے متعلق روایات میں آئی ہیں وہ کی جائیں (یہ دعائیں آگے آرہی ہیں) یہ دعائیں یاد نہ ہو تو اپنی زبان میں بھی اس مطلب کی دعائیں کی جاسکتی ہیں۔

مسئلہ: نماز استسقاء کے لئے تین روز متواتر نکلنا چاہئے۔بارش ہوجائے تب بھی تین دن پورے کرلینے چاہئیں (ہندیہ وشامیہ) **مسئلہ:** نماز استسقاء کے لئے عاجزی اور خشوع ومسکنت ظاہر کرتے ہوئے جانا مستحب ہے (کفایت المفتی ج ۳ ص ۲۷۶)

مسئلہ: نماز استسقاء کے لئے جانے سے پہلے تین دن روزے رکھنا مستحب ہے (درمختار، طحطاوی علی المراقی) روزہ رکھنے کا حکم اس لئے ہے کہ لوگ پہلے سے ذرا تیار ہوجائیں اور گناہوں سے بچنے اور استغفار اور تضرع کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجائے (کفایت المفتی ج ۳ ص ۲۷۸) کیونکہ روزے میں یہ تاثیر موجود ہے۔ [1]

مسئلہ: نماز استسقاء کا بہتر اور افضل وقت سورج نکلنے کے بعد ہے یعنی جس وقت عید کی نماز ادا کرنا افضل ہے، حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ایسے ہی وقت نماز استسقاء کے لئے تشریف لے جانا ثابت ہے (مشکوٰۃ باب الاستسقاء فصل ثالث ص ۱۳۲، فتاویٰ دار العلوم مدلل ومکمل ج ۵ ص ۲۳۹ وکفایت المفتی ج ۳ ص ۲۷۸) **مسئلہ:** استسقاء کی نماز میں عید کی نماز کی طرح زائد تکبیرات نہیں ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی ثابت ہے کہ انہوں نے استسقاء کی نماز میں زائد تکبیرات نہیں کہیں (کنز العمال ج ۸ ص ۲۸۰،

[1] لان الصوم من اعظم العبادات ولرقة القلوب به (طحطاوی علی الدر ج ۱ ص ۳۶۰)

نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۴۰ و ۲۴۱، درس ترمذی ج ۲ ص ۳۴۰) [1] **مسئلہ:** چادر کا پلٹنا اور ہاتھوں کا الٹا کرنا احادیث سے ثابت ہے، یہ عمل نیک فال اور اپنی حالت کو تبدیل کرنے کے لئے ہے کہ جس حالت میں آئے اس حالت میں واپس نہ جائیں جیسا کہ بعض احادیث سے یہ ثابت ہے (سنن دار قطنی، نصب الرایہ ج ۲ ص ۲۴۳، درس ترمذی، کفایت المفتی) اگر کوئی یہ عمل نہ کرے تو بھی گناہ نہیں (خیر الفتاویٰ ج ۲ ص ۴۷۵)، چادر کا پلٹنا صرف امام کے لئے سنت ہے مقتدیوں کے لئے نہیں (اعلاء السنن ج ۸ ص ۱۵۱)

مسئلہ: استسقاء کی جماعت کے بعد خطبہ بھی پڑھنا چاہئے، جماعت سے استسقاء کی نماز پڑھنا اور خطبہ کو ترک کرنا یہ ایک نئی بات ہے جو کسی مذہب اور قول پر چسپاں نہیں ہوتی (فتاویٰ دار العلوم مدلل ومکمل ج ۵ ص ۲۴۱)

پانی کا انتظام صدقۂ جاریہ ہے

حدیث: عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ حَفَرَ مَآءً لَمْ تَشْرَبُ مِنْهُ كَبِدُحَرى مِنْ جِنٍّ وَلَا اِنْسٍ وَلَاطَآئِرٍاِلَّا اَجَرَهُ

---

[1] اور ترمذی وغیرہ کی حدیث میں جو یہ الفاظ آئے ہیں "وصلی رکعتین کما کان یصلی فی العید" کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھائیں جس طرح عید میں پڑھاتے تھے، یہاں عید کی طرح کہنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زائد تکبیرات کہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ رکعتوں کی تعداد، میدان میں نکلنا، بغیر اذان و اقامت کے اس نماز کا ہونا، اجتماع کا ہونا اور بعد میں خطبہ کا پڑھنا ان چیزوں کے اعتبار سے عید کی نماز کی طرح تھی، اس بات کی وضاحت احادیث سے بھی ہوتی ہے۔ کما کان یصلی فی العید . التشبیه عندنا فی کون الصلاۃ رکعتین وفی وقت صلاۃ العیدین .... والجهر بالقراءۃ وکون الرکعتین قبل الخطبة . وذهب جمهور العماء الی انه یکبر فیها کسائر الصلوات تکبیرۃ واحدۃ للافتتاح وهو قول مالک والثوری والاوزاعی واحمد واسحاق وابی ثور وابی یوسف ومحمد فی المشهور عنه وغیرهما من اصحاب ابی حنیفة کما فی العمدۃ والمغنی (معارف السنن ملخصاً ج ۴ ص ۴۹۹)

اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (بخاری فی تاریخه وابن خزیمة فی صحیحه، الترغیب والترهیب)

﴿ترجمہ﴾ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص پانی کا سلسلہ جاری کر جائے تو جو انسان یا جن یا پرندہ بھی اس سے پانی پیئے گا تو مرنے والے کو قیامت تک اس کا ثواب ہوتا رہے گا (الترغیب والترہیب)

حدیث: عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَامَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّامِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْوَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ (مسلم فی الوصیة واللفظ له، ترمذی فی الاحکام، ابوداؤد و نسائی فی الوصایا و دارمی فی المقدمة واحمد)

﴿ترجمہ﴾ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب ختم ہوجاتا ہے، مگر تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے، ایک صدقہ جاریہ دوسرے وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے، تیسرے نیک صالح اولاد جو اس کے لئے مرنے کے بعد دعا کرتی رہے (مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، دارمی واحمد)

حدیث: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ مَمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهٗ اَوْمَسْجِدًا بَنَاهُ اَوْبَيْتًالِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ

Contact us: idaraghufran@yahoo.com Ph: +92515507530

اَوۡ نَهۡرًا اَجۡرَاهُ اَوۡ صَدَقَةً اَخۡرَجَهَا مِنۡ مَّالِهٖ فِیۡ صِحَّتِهٖ وَحَيَاتِهٖ يَلۡحَقُهٗ مِنۡ بَعۡدِ مَوۡتِهٖ (ابن ماجه فی المقدمة)

﴿ترجمہ﴾ حضوراقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ مومن کے مرنے کے بعد جن چیزوں کا ثواب اس کو ملتا رہتا ہے ایک تو وہ علم ہے جو کسی کو سکھایا ہواوراشاعت کی ہواور وہ نیک صالح اولاد ہے جس کو چھوڑ گیا ہے اور وہ قرآن مجید ہے جو میراث میں چھوڑ گیا ہے اور وہ مسجد ہے اور مسافر خانہ ہے جس کو اس نے بنایا ہو اور پانی کی نہر ہے جو جاری کر گیا ہو اور وہ صدقہ ہے جس کو اپنی زندگی اور صحت میں دے گیا ہو تو مرنے کے بعد اس کا ثواب ملتا رہے گا (ابن ماجہ)

حدیث: عَنۡ سَعۡدِ بۡنِ عُبَادَةَ رضی اللہ عنہ **قَالَ يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعۡدٍ مَاتَتۡ فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفۡضَلُ قَالَ اَلۡمَآءُ فَحَفَرَ بِئۡرًا وَقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعۡدٍ** (ابوداؤد فی الزکوٰۃ واللفظ لهٗ ، نسائی فی الوصایا ، ابن ماجه فی الادب،مشکوٰۃ)

﴿ترجمہ﴾ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میری والدہ کی وفات ہوگئی (ان کی طرف سے صدقہ کرنا چاہتا ہوں تو ارشاد فرمایئے) کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پانی (کا صدقہ افضل ہے) پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھود دیا اور (ایصال ثواب کے لئے وقف کرکے) فرمایا کہ یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے (ابوداؤد،نسائی،ابن ماجہ،مشکوٰۃ)

فائدہ: معلوم ہوا کہ مستقل طور پر پانی کا انتظام کردینا بہترین صدقہ ہے کیونکہ پانی عام مخلوق کے کام آتا ہے اوراس سے طرح طرح کی دینی ودنیوی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ پہلے زمانے میں کنویں کی اہمیت بہت تھی اور دیہات اور قصبات اور جنگلوں میں اب بھی اس کی بہت ضرورت رہتی ہے، اور شہروں میں سرکاری نلوں سے پانی ملتا ہے پس اگر کوئی شخص کسی مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ میں یا کسی دوسری جگہ عام فائدہ کے لئے پانی کی ٹنکی بنوادے یا نل لگوادے، یا پانی کا بل ادا کرنے کا انتظام کردے یا پانی کھینچنے کے لئے موٹر لگوادے یا بجلی کے موٹر کا بل ادا کرنے کا بندوبست کردے تو یہ بھی پانی کے صدقہ میں شمار ہوگا، اور بہت بڑے ثواب کا باعث ہوگا، بلکہ شہروں میں بھی خصوصاً مساجد ومدارس میں اب بھی کنواں کھدوادینا مناسب ہے، سرکاری نل خراب ہوجاتے ہیں، یا پانی کی قلت ہوجاتی ہے تو ان کنوؤں سے کام چلتا ہے، اگر مساجد ومدارس اور عام گزرگاہوں پر ہاتھ سے پانی نکالنے والا نل لگوادیا جائے تو یہ بہت بہتر ہے، اس سے پانی لینے کے لئے ڈول رسی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پانی کے انتظام کرنے سے آخرت کے ثواب کے علاوہ دنیوی ضرورتیں بھی پوری ہوتی ہیں۔

روایت: حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے گھٹنے میں ایک زخم ہے، سات برس ہوگئے، ہر قسم کی دوا اور علاج کرچکا ہوں، کسی سے بھی فائدہ نہیں ہوتا، بڑے بڑے طبیبوں سے رجوع کرچکا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا کہ آپ جاکر کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں لوگوں کو پانی ضرورت ہو وہاں ایک کنواں بنوادو، مجھے اللہ کی ذات سے یہ

امید ہے کہ جب اس میں پانی نکل آئے گا تمہارے گھٹنے کا خون بند ہوجائے گا چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور گھٹنے کا زخم اچھا ہوگیا
(بیہقی، الترغیب والترہیب)

اوراس قسم کے کئی واقعات موجود ہیں (ملاحظہ ہو فضائل صدقات حصہ اول فصل اول)

پیاسے کتے کو پانی پلانا باعثِ رحمت بن گیا

حدیث: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ غُفِرَلِامْرَأَۃٍ مُوْمِسَۃٍ مَرَّتْ بِکَلْبٍ عَلٰی رَأْسِ رُکَیٍّ یَلْھَثُ کَادَیَقْتُلُہُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّھَاوَثَقَتْہُ بِخُمَارِھَا فَنَزَعَتْ لَہٗ مِنَ الْمَآءِ فَغُفِرَلَھَا بِذَالِکَ قِیْلَ اِنَّ لَنَافِی الْبَھَآئِمِ اَجْرًاقَالَ فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍرَطْبَۃٍ اَجْرٌ (بخاری فی بداء الخلق،مشکوۃ فی فضل الصدقۃ)

﴿ترجمہ﴾ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک فاحشہ عورت کی مغفرت کردی گئی (وجہ یہ ہوئی) کہ وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو پیاس کی سختی کی وجہ سے زبان نکالے کنویں کے کنارے پر کھڑا تھا، قریب تھا کہ پیاس سے مرنہ جائے، اس عورت نے اپنا موزہ پیر سے اتارا اوراسے دوپٹہ سے باندھ کر کنویں سے پانی نکالا اور کتے کو پلادیا، اس عمل کی بدولت اس کی مغفرت ہوگئی۔ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کیا ہمارے لئے جانوروں (کو کھلانے پلانے) میں بھی اجر ہے تو آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ہرتر جگر رکھنے والے (یعنی جاندار، مسلمان ہو یا کافر انسان ہو یا جانور سب کے اندر یہی اجر ہے (بخاری)

حدیث: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ بَیْنَارَجُلٌ یَّمْشِیْ فَاشْتَدَّعَلَیْہِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْھَاثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا ھُوَ بِکَلْبٍ یَلْھَثُ یَأْکُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ ھٰذَا مِثْلُ الَّذِیْ بَلَغَ لِیْ فَمَلَأَ خُفَّہٗ ثُمَّ اَمْسَکَہٗ بِفِیْہِ ثُمَّ رَقِیَ فَسَقَی الْکَلْبَ فَشَکَرَاللّٰہُ لَہٗ فَغُفِرَلَہٗ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنَّ لَنَافِی الْبَھَآئِمِ اَجْرًاقَالَ فِیْ کُلِّ کَبِدٍ رَّطْبَۃٍ اَجْرٌ (بخاری فی المساقاۃ،مسلم فی السلام،ابوداؤدفی الجھاد،احمد، مؤطاء)

﴿ترجمہ﴾ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی چل رہا تھا، اسی دوران میں اسے پیاس لگی وہ ایک کنویں میں اترا اوراس سے پانی پیا، کنویں سے باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے، اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے، اس نے کہا کہ اس کو بھی ویسی ہی پیاس لگی ہوگی جیسی مجھے لگی تھی، چنانچہ اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا، پھراس کو اپنے منہ میں پکڑا، پھر اوپر چڑھا، اور کتے کو پانی پلایا، اللہ نے اس کی مدد کی، اوراس کو بخش دیا، لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا چوپائے میں بھی ہمارے لئے اجر ہے، آپ نے فرمایا ہرتر جگروالے یعنی جاندار میں ثواب ہے
(بخاری،مسلم،ابوداؤد،موطاء،احمد)

فائدہ: عرب میں چمڑے کے موزوں کا عام رواج تھا اوران میں پانی بھرنے سے کم گرتا ہے۔ اورمنہ سے پکڑنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جنگل کے کنوؤں میں عام طور پر کچھ اینٹیں وغیرہ اس طرح سے باہر کو نکال دی جاتی ہیں کہ

اگر کسی کے پاس ڈول رسی نہ ہو تو ان پر پاؤں رکھ کر نیچے اترا جا سکے اور اُوپر چڑھا جا سکے، لیکن اترنے چڑھنے کے لئے ہاتھوں کو استعمال کرنے کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے اس لئے موزے کو منہ سے سنبھالنا پڑا۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر گناہ گار کے سارے گناہ پانی پلانے یا کسی اور نیک عمل سے بخش دیئے جائیں، ہاں کسی کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس درجہ کی قبولیت حاصل کرلے تو پھر کوئی رکاوٹ بھی نہیں اس لئے آدمی کو بہت اخلاص کے ساتھ زندگی بھر کوشش کرتے رہنا چاہیے کہ نہ جانے کس وقت کونسا عمل اس درجہ کی قبولیت پالے اصل چیز اخلاص ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں کتے جیسے معمولی جانور پر احسان کرنے کا جب یہ بدلہ ہے تو آدمی جو اشرف المخلوقات ہے، اس پر احسان کرنے کا کیا کچھ بدلہ ہوگا؟

بارش سے متعلق چند مسنون دعائیں

بارش طلب کرنے کی دعائیں

جو دعائیں بارش کے بارے میں احادیث میں آئی ہیں۔ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا (بخاری فی الجمعة،نسائی فی الاستسقاء)

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ ہمیں سیراب فرما۔اے اللہ ہمیں سیراب فرما۔ اے اللہ ہمیں سیراب فرما (بخاری ونسائی)

اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا (مسلم ونسائی فی الاستسقاء)

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ ہماری مدد فرما۔اے اللہ ہماری مدد فرما، اے اللہ ہماری مدد فرما (مسلم ونسائی)

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبِهَائِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْيِ بَلَدَکَ الْمَيِّتَ (ابوداؤد فی الصلوة، موطا مالک نداء فی الصلوة)

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ! تو اپنے بندوں کو اور جانوروں کو سیراب کردے اور اپنی رحمت پھیلا دے، مردہ اور خشک زمین کو سرسبز بنا دے (ابوداؤد، مالک)

اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْ عَلٰى اَرْضِنَا زِيْنَتَهَا وَسَكَنَهَا (حصن حصین بحواله ابوعوانه)

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ ہماری زمین پر اس کی زینت، آسائش اور تسکین نازل فرما (ابوعوانہ، حصن حصین)

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْئًا طَبْقًا مَّرِيْعًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَآئِثٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَآرٍّ (ابن ماجه، طحاوی، بیهقی، حاکم)

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ! ہم کو ایسی بارش سے سیراب فرما جو ہماری ضرورتوں کو پورا کرے، مبارک، خوشگوار ہو، سیراب کرنے والی، تمام فضاء کو گھیرنے والی، زیادہ پانی والی جلدی برسنے والی ہو۔ تاخیر (دیر) سے برسنے والی نہ ہو، مفید ہو مضر نہ ہو (ابن ماجہ، طحاوی، بیہقی، حاکم)

حضور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ وسلم کے چچا ''حضرت عباس رضی اللہ عنہ'' کو آگے کھڑا کر کے ان کے توسل کے ساتھ بارش طلب کی تھی، جس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ دعا فرمائی تھی:

اَللّٰھُمَّ لَمْ یَزَلْ بَلاءٌ اِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ یُکْشَفُ اِلَّا بِتَوْبَۃٍ وَقَدْ تَوَجَّہَ الْقَوْمُ بِیْ اِلَیْکَ لِمَکَانِیْ مِنْ نَّبِیّکَ وَھٰذِہٖ اَیْدِیْنَا بِالذُّنُوْبِ وَنَوَاصِیْنَا بِالتَّوْبَۃِ فَاسْقِنَا الْغَیْثَ (فتح الباری ج ۳ ص ۱۵۰)

﴿**ترجمہ**﴾ اے اللہ! ہمیشہ مصیبت گناہ کی وجہ سے آتی ہے اور وہ مصیبت دور نہیں ہوتی مگر توبہ کے ساتھ اور بے شک مجھے تیرے سامنے قوم نے پیش کیا ہے، میرے اس قرب کی وجہ سے جو مجھے تیرے نبی ﷺ کے ساتھ ہے، اور اے اللہ یہ ہمارے ہاتھ آلودہ معصیت ہیں اور یہ ہماری پیشانیاں توبہ کے ساتھ پیوست ہیں۔ اے اللہ ہم کو بارش سے سیراب کردے (فتح الباری)

اَللّٰھُمَّ ضَاحَتْ جِبَالُنَا وَاغْبَرَّتْ اَرْضُنَا وَھَامَتْ دَوَابُنَا مُعْطِیَ الْخَیْرَاتِ مِنْ اَمَاکِنِھَا وَمُنْزِلَ الرَّحْمَۃِ مِنْ مَّعَادِنِھَا وَمُجْرِیَ الْبَرَکَاتِ عَلٰی اَھْلِھَا بِالْغَیْثِ الْمُغِیْثِ اَنْتَ الْمُسْتَغْفِرُ الْغَفَّارُ فَنَسْتَغْفِرُکَ لِلْحَامَّاتِ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ مِنْ عَوَامِ خَطَایَانَا اَللّٰھُمَّ فَاَرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْنَا مِدْرَارًا وَّاَوْصِلْ بِالْغَیْثِ وَاکْفِ مِنْ تَحْتِ عَرْشِکَ حَیْثُ یَنْفَعُنَا وَیَعُوْدُ عَلَیْنَا غَیْثًا عَامًّا طَبَقًا غَبَقًا مُجَلِّلًا غَدَقًا خِصْبًا رَاتِعًا مُمْرِعَ النَّبَاتِ ط(ابوعوانہ)

﴿**ترجمہ**﴾ اے اللہ! ہمارے پہاڑ خالی ہوگئے اور ہماری زمین غبار آلود ہوگئی اور ہمارے چوپائے پیاسے ہوگئے، اے بھلائیوں کے عطا فرمانے والے ان کی جگہوں سے اور اے رحمت کے نازل فرمانیوالے ان کی کانوں سے اور اے برکتوں کے جاری فرمانے

پانی کا بحران اور اس کا حل

والے برکت والوں پر مدد کرنے والی بارش کے ساتھ تجھ سے ہی مغفرت طلب کی جاتی ہے تو بہت زیادہ بخشش کرنے والا ہے۔ پس ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں پگھلا دینے والے گناہوں سے اور ہم توبہ کرتے ہیں آپ سے اپنے عوام کی خطاؤں سے، اے اللہ! تو ہم پر بارش بھیج دے بہت زیادہ برسنے والی اور اس کے ساتھ ہی مزید بارش کو ملا دے اور اپنے عرش کے نیچے سے ایسی بارش بھیج کر کفایت فرما جو ہمیں نفع دے اور وہ پھر لوٹ کر آئے اور ہمارے لئے عمومی بارش بن جائے اور ایسی بارش ہو جو روئے زمین کو ڈھانپ لے اور سیراب کرنے والی ہو زمین کو چھپا دینے والی ہو، بڑے بڑے قطروں والی ہو، سرسبزی لانے والی ہو، جانوروں کے چرنے کا ذریعہ ہو، کثرت سے اُگانے والی ہو (ابوعوانہ)

جب بادل آتا ہوا دیکھے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّمَا اُرْسِلَ بِہٖ اَللّٰھُمَّ سَیْبًا نَّافِعًا (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ فی الدعآء)

﴿**ترجمہ**﴾ اے اللہ! ہم اس چیز کی برائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں جسے لے کر یہ بادل بھیجا گیا ہے اے اللہ! نفع دینے والی بارش فرما

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَّافِعًا (بخاری فی الجمعۃ، نسائی فی الاستسقاء، ابن ماجہ فی

الدعاء ومسند احمد)

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ اس کو بہت برسنے والا اور نفع دینے والا بنا (بخاری، نسائی، ابن ماجہ، احمد)

یا دو تین بار یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ سَيِّبًا نَّافِعًا (ابن ابی شیبہ)

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ نفع دینے والی بارش برسا (ابن ابی شیبہ)

بارش جب حد سے زیادہ ہونے لگے اور ضرر کا خوف ہو

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالْاٰجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ (بخاری فی الجمعة، مسلم فی صلاة الاستسقاء، نسائی فی الاستسقاء)

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ! ہمارے آس پاس برسا اور ہم پر نہ برسا اے اللہ! ٹیلوں پر اور بَنوں میں، پہاڑوں اور نالوں میں اور درخت پیدا ہونے کی جگہوں میں برسا (بخاری، مسلم، نسائی)

جب کڑکنے اور گرجنے کی آواز سنے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ (ترمذی فی الدعوات، مسند احمد)

﴿ترجمہ﴾ اے اللہ! ہم کو اپنے غضب سے قتل نہ فرما اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ فرما اور اس سے پہلے ہمیں عافیت دے (ترمذی، احمد)

سُبْحَانَ الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَآئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ (مؤطاء)

﴿ترجمہ﴾ پاکی بیان کرتا ہوں اس ذات کی جس کی تسبیح بیان کرتی ہے گرج اس کی حمد کے ساتھ اور فرشتے بھی تسبیح کرتے ہیں اس کے خوف سے (مؤطاء)

﴿وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

فقط: محمد رضوان۔ ادارہ غفران چاہ سلطان، گلی نمبر ۱۷، راولپنڈی۔

۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۲ھ ۱۶ جون ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ

ادارہ غفران کی دیگر مطبوعات:

(۱) رمضان المبارک کے فضائل واحکام (۲) ماہِ ذی الحجہ کے فضائل واحکام (۳) ماہِ محرم الحرام کے فضائل واحکام (۴) ماہِ صفر کے احکام اور جاہلانہ خیالات (۵) ماہ ربیع الاول کے فضائل واحکام (۶) زلزلہ اور اس سے حفاظت (۷) حج کی غلطیاں (۸) وظیفہ (۹) کفریہ گانے۔

ہر قسم کی درسی وغیر درسی مستند دینی علمی واصلاحی کتب حاصل کرنے اور ایصالِ ثواب وصدقۂ جاریہ کے طور پر دینی واصلاحی مضامین کی اشاعت وتبلیغ کا ثواب حاصل کرنے کے لئے درج ذیل مقامات سے رابطہ کیجئے۔

(1) کتب خانہ ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ فون نمبر 5507530۔

(2) کتب خانہ ادارہ غفران، پلاٹ نمبر 220، سید پور سکیم نمبر 2، محلّہ راجہ سلطان، گلی نمبر 8 (بالمقابل ٹیوب ویل) ہولی فیملی روڈ، راولپنڈی۔ فون نمبر 0333-5137585

فہرست مضامین